نمبر ۹۹ | مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ شوال ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم سے بخیر و عافیت ہیں ۔

میاں محمد ابراہیم صاحب مس گر امرتسری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابیوں میں سے تھے ، ۲۳ - فروری بعارضہ سل امرتسر میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ نعش بذریعہ موٹر لاری قادیان لائی گئی ۔ ۲۴ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور جسم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے ۔ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔

بابو فیروز علی صاحب مہاجر کی بیماری زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے ۔ احباب دردِ دل سے ان کی بحالیٔ صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

۲۳ - فروری کی رات کو خوب زور سے بارش ہوئی جس سے سردی میں بہت اضافہ ہوگیا ۔

قادیان میں تبلیغ احمدیت کے متعلق جلسہ

بزرگان سلسلہ کی تقریریں

۲۳ - فروری بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں لوکل انجمن احمدیہ کا ایک غیر معمولی اجلاس بصدارت جناب مفتی محمد صادق صاحب منعقد ہوا ۔ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے جلسہ کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۶ فروری کے خطبہ جمعہ میں تبلیغ احمدیت پر بہت زور دیا ہے ۔ اور جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہو رہے ہیں ۔ تمام علاقوں میں موثر اور منظم طور پر تبلیغ کرنے کی سخت ضرورت ہے ۔ اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے [illegible] جماعت کے دوستوں سے مطالبہ کیا تھا ۔ کہ تبلیغ کے میدان میں کام کرنے کیلئے بطور والنٹیر اپنے نام پیش کریں ۔ خوشی کی بات ہے ۔ کہ کل تک ۱۲۵ - دوستوں کے نام دفتر میں پہنچ چکے ہیں ۔ میں نے یہی مطالبہ تمام ہندوستان کی احمدیہ انجمنوں سے بھی کیا ہے لیکن ضرورت ہے ۔ کہ اول قادیان کے رہنے والے اس تحریک میں زیادہ زور سے شمولیت اختیار کریں ۔ اور بکثرت اپنے نام لکھائیں ۔ تاکہ ان کی یہ نیکی باہر والوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو ۔ اور وہ مرکزی جماعت کا نمونہ دیکھ کر خود بھی اسی طریق پر عمل پیرا ہوں ۔

اس کے بعد جناب مفتی صاحب نے فرمایا ۔ جلسہ کی غرض و غایت تو بیان کی جا چکی ہے ۔ یعنی اس اجتماع سے مقصد صرف یہ ہے ۔ کہ ہم تبلیغ کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے پوری جد و جہد سے کام لیں ۔ تاہم میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے ۔

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست ۔ باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ [illegible] کے مسلمانوں کو جو عروج و کمال حاصل ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی ۔ کہ انہوں نے اپنے آپ کو خادمِ دین [illegible] ۔ وہ اپنے گھروں سے نکلے ۔ مگر اس لئے نہیں کہ بادشاہ بن جائیں ۔ اس لئے نہیں کہ [illegible]

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا استقبال

جماعت احمدیہ انبالہ نے چھاؤنی انبالہ کے سٹیشن پر جناب چوہدری صاحب کا ۲۰۔ فروری پانچ بجے کے قریب استقبال کیا۔ بابو عبد الرحمن صاحب امیر جماعت نے چوہدری صاحب موصوف کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور عبد الغنی صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ جماعت احمدیہ لدھیانہ نے لدھیانہ سٹیشن پر استقبال کیا۔ ۲۰ کی رات کو چوہدری صاحب فرنٹیر میل سے لاہور پہنچ گئے۔ سٹیشن پر احمدی اور غیر احمدی احباب کے انبوہ کثیر نے آپ کا استقبال کیا۔ جن میں آنریبل ملک فیروز خاں صاحب نون وزیر تعلیم میر افضل علی صاحب ایم۔ اے چوہدری بشیر احمد صاحب سب جج۔ میاں احمد یار خاں صاحب دولتانہ رکن پنجاب کونسل بھی شامل تھے۔

اور عیش و آرام سے ہمکنار ہوں۔ لیکن خدمتِ دین کی برکت سے وُہ بادشاہ بھی ہوگئے۔ نامور بھی بن گئے۔ اور عیش و آرام سے بھی ہمکنار ہوگئے۔ پس حضور نے اس شعر میں فرمایا ہے۔ کہ اگر آج بھی مُسلمان ترقی کرنا چاہیں۔ تو اس کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وُہ یہ کہ وُہ خدمتِ دین میں لگ جائیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف اسلامی انجمنوں کے اجلاسوں میں جانا پڑتا ہے۔ میں انہیں ہمیشہ اس امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا یہ طریق نہیں۔ کہ یورپ کی اقتداء کریں بلکہ آپ خدمتِ دین کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

ہمارے قادیان کے احباب اس امر کو خوب یاد رکھیں۔ کہ آج بجز تبلیغ احمدیت اور خدمت اسلام کے اور کوئی طریق مسلمانوں کی فلاح کا نہیں ہے۔ قادیان میں بیسیوں ایسے اصحاب ہیں۔ جن کے یہاں کے ہندوؤں سکھوں اور غیر احمدیوں سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اُن کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس دوستی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور انہیں احمدیت کی تبلیغ کریں۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور جو مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے لاہور کے مُلّانے وفاتِ مسیح کا مسئلہ نہیں مانتے۔ انہیں کس طرح سمجھائیں۔ تو ہم نے صلاح کی۔ کہ یہ مُلّانے فاتحہ خوانی کی دعوتوں پر اگر بلائے جائیں۔ تو بڑے شوق سے آجاتے ہیں۔ تو ہم بھی انہیں ایک فاتحہ خوانی کی دعوت دیدیں۔ اس پر ہم نے اکثر مُلّاؤں کو فاتحہ خوانی کے لئے بُلا لیا۔ دعوت کی۔ خوب کھلایا پلایا۔ جب فارغ ہو چکے۔ تو ہم نے کہا حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ آؤ ان کے لئے دُعا کر لی جائے۔ اس پر وُہ حیران سے ہوگئے۔ مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا لیئے۔ اور دُعا کی اس طرح ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ یعنی ہم نے انہیں بتلا دیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔

تو انسان میں اگر جوشِ تبلیغ ہو۔ تو خدا خود راہنمائی فرماتا ہے۔ قادیان کے دوستوں پر سب سے زیادہ اس فرض کی ادائیگی کا بوجھ ہے۔ وہ مرکز میں رہتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ تبلیغ کرو۔ اگر لوگ گالیاں دیں۔ تو بھی پرواہ نہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ؎

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہُوں ان لوگوں کو

تم بھی گالیاں سُنو مگر حق کے پہونچانے میں کبھی تساہل سے کام نہ لو۔ اگر موجودہ لوگ نہ مانیں گے۔ تو ان کی نسلیں مانیں گی۔

اس کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا میں نے ہمیشہ تبلیغ پر زور دیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر منظم طریق پر کام کیا جائے۔ تو بہت مفید ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں قادیان سے صرف ستر آدمی اِردگرد کے گاؤں میں تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے لیکن میں نے دیکھا۔ ہر ہفتے تیس چالیس آدمی احمدیت میں داخل ہو جاتے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں نے ان مبلغین کو نصیحت کی ہُوئی تھی۔ کہ جب باہر گاؤں میں جاؤ۔ تو زیادہ دلائل مت سناؤ۔ اُن سے تعلقاتِ محبت بڑھاؤ۔ اُن سے ہمدردی کا سلوک کرو۔ اور انہیں یہ کہو۔ کہ قادیان آیا کریں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبۂ جمعہ ضرور سُنا کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا۔ کہ نہ لڑائی ہوتی تھی۔ نہ جھگڑا بلکہ جب وُہ لوگ قادیان [illegible] قدرت کے [illegible] طرف سے دی گئی [illegible] فیض ہوتے تو فوراً بیعت کر لیتے۔ پس بے شک تبلیغ کرو۔ مگر اس کا ضرور خیال رکھو۔ کہ لوگوں سے ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ اسلام نے غریبوں اور مظلوموں کی امداد کرنا بھی ایک بہت بڑا فرض قرار دیا ہے ابو طالب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہتا ہے

ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

یعنی آپ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا ملجا و ماویٰ ہیں۔ جب ہمارا رسول ایسا تھا۔ تو ہمیں بھی ایسا ہی بننا چاہیئے جو لوگ احمدی نہیں۔ وُہ مانند اور یتیم کی طرح ہیں۔ اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اگر ان کا کوئی پرسانِ حال ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آتے پس ان لوگوں سے جو یتیموں اور بیواؤں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ہمدردانہ سلوک کرو۔ تبلیغ بھی کرو۔ مگر یہ خیال رکھو۔ کہ سب سے زیادہ اثر ان پر ہمارے اخلاق کا ہوگا۔ پس ان کی خوشی اور غمی میں شریک ہو۔ ان کے دکھوں اور دردوں میں مدد کرو۔ تب تبلیغ بھی زیادہ مؤثر ہوگی۔ اسی طرح اسلام نے غلاموں کی آزادی کے متعلق تعلیم دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں اچھوت اقوام ایسی ہیں۔ جو غلام کہلا سکتی ہیں (بقیہ دیکھو صفحہ ۱۲ کالم ۳)

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر ایک احمدی یاد رکھے اور دُوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دوسرا اور آخری دن ۲۶۔ فروری سنہ ۱۹۳۱ء ہے۔

۲۔ مردم شماری کرنے والے سستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے۔

۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وُہ دیکھ لے۔ کہ اُس کے اور دُوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔

۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ اُس کے اور دُوسرے احمدیوں کے سب مرد۔ عورت۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔

۵۔ ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائیگا۔ تو آپ جماعت سے دُشمنی کرنے والے ٹھیرینگے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سُبکی ہوگی۔

۶۔ ہر ایک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے۔

۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں۔

۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مُسلمانوں کو کم کر کے دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وُہ اس نقص کا بھی خیال رکھے اور دیکھے۔ کہ سب مُسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ اُن کی مردم شماری پُوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مُسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا۔

۹۔ ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے ارد گرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے۔

۱۰۔ ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ اُن لوگوں کو جو دل میں احمدیت کو قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالےٰ کے سامنے ایک شہادت تو اُن کے دل کی تبدیلی پر ہو۔

۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب کے ایسا نہ ہو۔

۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہیئے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے۔

خاکسار میرزا محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

مسلمانانِ بنارس پر ہندوؤں کے دردناک مظالم

بنارس کے سے ہندو گڑھ میں ممکن نہیں۔ کہ ایک غریب الوطن پشاوری حاجی محمد جان خان آغا تاجر پارچہ کے سوا کوئی ہندو بدیشی پارچہ فروشی نہ کرتا ہو۔ لیکن کانگرس کے ہندو وسوروں نے ہندو دوکانداروں کو چھوڑ کر اس مسلمان کی دوکان پر پکٹنگ کرنا ضروری سمجھا۔ اور اسے ایک لمبے عرصہ تک مسلسل جاری رکھا۔ یہ مسلمانوں کے متعلق کانگرسی ہندوؤں کی ذہنیت کا مظاہرہ تھا۔ جو اور بھی کئی ایک شہروں میں مسلمان پارچہ فروشوں کے خلاف کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بنارس کے مسلمان تاجر کو ایذا دہی اور نقصان رسانی کی مختلف رنگوں میں دھمکیاں بھی دی گئیں۔ جیسا کہ دیگر مقامات پر بھی یہ حربہ استعمال کیا گیا۔ یہ ہندو طاقت اور قوت کا مظاہرہ تھا۔ آخر اسے قول کی بجائے فعل کی شکل دے دی گئی۔ ۱۰ اور ۱۱۔فروری کی درمیانی رات کو جبکہ تاجر مذکور دوکان سے اپنے مکان کو جا رہا تھا اچانک گولی مار کر اسے ہلاک کر دیا۔ اس نے مرنے سے قبل جو بیان دیا۔ اس میں کہا " مجھ پر مقامی کانگرس کمیٹی کے والنٹیروں کے کپتان نے حملہ کیا ہے "۔ یہ ہندوؤں کی وحشت اور درندگی کا ثبوت تھا۔ جو مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے نہایت شرمناک طریق سے پیش کیا گیا۔

اس مرحلہ پر اگرچہ بات انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ لیکن ہندو جوانمردوں کے نزدیک مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے اتنا ہی کافی نہ تھا اس لئے انہوں نے ایک اور قدم اٹھایا۔ اور بالفاظ بنارس کے ہندو اخبار " آج " (۱۳۔فروری) " جب محمد جان خان آغا کے جنازہ کا جلوس جا رہا تھا۔ تو کسی نے اس پر ایک پتھر کھینچ مارا "۔ یہ ہندو ستم رانی اور ظلم کیشی کی وہ صبر شکن اور ہوشربا نمائش تھی۔ جو بالفاظ " آج " بنارس میں ہندو مسلمان فساد کا اصلی سبب " تھی۔

اس پر اگر بیرونی ہندوؤں کی طرف سے شرم و ندامت کا اظہار کیا جاتا۔ اور وہ اس سنگدلانہ اور انسانیت سے عاری فعل پر جو ایک ایسے ستم رسیدہ اور مصیبت زدہ جلوس کے متعلق روا رکھا گیا جو ہندوؤں کے کشتۂ ظلم بھائی کی لاش کو اس کے اصلی وطن پشاور پہنچانے کے لئے سٹیشن پر لے جا رہا تھا۔ نفرت کا اظہار کرتے۔ تو سمجھا جا سکتا تھا کہ وہ انسانیت اور شرافت کے جذبات سے بالکل عاری نہیں ہو چکے لیکن ہوا کیا۔ یہ کہ ان دردناک حالات میں بھی ہندو اخبارات نے مسلمانوں کو ہی مجرم گردانا۔ اور کانگرسی اخبار " پرتاپ " ۱۸۔فروری نے فساد کا سارا بوجھ مسلمانوں کی گردنوں پر رکھتے ہوئے لکھدیا:۔

" ہم بنارس کے ان مسلمانوں کی عقل کو کیا کہیں۔ جنہوں نے ایک ایسے واقعہ کو جس کا ہندو مسلم سوال سے کوئی دور کا تعلق بھی نہ تھا بنا کر فساد کھڑا کر دیا۔ یہ لوگ اس شخص سے کم مجرم نہیں۔ جس نے پہلے گولی چلائی۔ ان کی بے وقوفی سے بنارس میں فساد کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ جس میں کئی بے گناہ جل اٹھے ہیں "۔

اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ بنارس کے وہ کانگرسی ہندو جنہوں نے ہندو بدیشی پارچہ فروشوں کو چھوڑ کر ایک مسلمان تاجر کی دوکان پر پکٹنگ جاری رکھا۔ اسے قتل کی دھمکیاں دیں۔ آخر ان میں سے کسی منچلے نے دھمکیوں کو عملی شکل دے دی۔ جن میں سے کسی نے لاش پر پتھر کھینچ مارا۔ انہوں نے ہی مسلمانوں کے متعلق اپنی شرمناک ذہنیت کا ثبوت نہیں دیا۔ بلکہ بیرونی ہندوؤں کی ذہنیت بھی ان سے جداگانہ نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک فساد کے اصل مجرم وہی لوگ ہیں۔ جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے ایک بھائی کی لاش پر اور اس لاش پر جو خود مقتول کے بیان کے مطابق مقامی کانگرس کمیٹی کے والنٹیروں کے کپتان کی رہینِ منت تھی۔ پتھر پھینکا گیا۔ اور اس طرح اس کی تذلیل کرنے میں انتہائی وحشت سے کام لیا گیا۔ جب وہ دیکھ چکے تھے۔ اور ان کے سامنے ثبوت موجود تھا۔ کہ ایک مسلمان کو بلا وجہ اور بلا قصور ہلاک کر دینا بالکل معمولی بات ہے۔ تو پھر لاش کی بے حرمتی پر انہیں چون وچرا کرنے کا کیا حق تھا۔ انہیں چاہیئے تھا جب لاش پر ایک پتھر پڑا تھا۔ تو اسے سر بازار رکھ کر علیحدہ کھڑے ہو جاتے۔ اور برادران وطن کو دل کھول کر اس پر پتھر برسا لینے دیتے۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور لاش کی بے حرمتی کرنے والوں کو اپنے دل کے ارمان نکالنے کا موقعہ نہ دیا۔ اس لئے فساد ہو گیا۔ اور ظاہر ہے۔ اس صورت میں فساد کے ذمہ وار مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ اور یہی ان کی سب سے بڑی " بیوقوفی " ہے جس کا انہیں خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔

یہ ہے وہ عدل وانصاف۔ شرافت اور انسانیت جس کی رو سے بنارس کے مسلمانوں کو فساد کا مجرم قرار دیا جا رہا ہے اور انہیں ہر اس ظلم وستم کا مستحق بتایا جا رہا ہے۔ جو اُن پر توڑا گیا۔ جب اس طرح انہیں مجرم ٹھیرا دیا گیا۔ تو پھر جو کچھ بھی ان سے کیا گیا۔ اس کے حق بجانب ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

اب ذرا ان مظالم اور ستم رانیوں پر نظر کیجئے۔ جن کا مسلمانانِ بنارس کو شکار بنایا گیا۔ اور جنہیں پوری قوت سے وسعت دینے کی کوشش کی گئی۔

یہ اصل حالات کی نہایت خفیف سی جھلک ہے۔ اور وہ بھی کلیۃً ہندوؤں کے اپنے بیانات اور ہندو خبر رساں ایجنسی کی اطلاعات کی بنا پر۔ مسلمان بے چاروں کا تو کوئی خبر لینے والا ہی نظر نہیں آتا۔ ان کی تباہی وبربادی کے تفصیلی حالات اخبارات میں بھیجنے کی تکلیف اٹھانے کی کسے ضرورت ہے۔ جنازہ پر پتھر پڑنے کے بعد جب مسلمانوں کی " بے وقوفی " فساد کا موجب بن گئی۔ تو بالفاظ ہندو اخبار " آج " " بانس منڈی پھاٹک کے پاس ایک مسلمان کو لاری کے اندر سے گھسیٹ کر ہندوؤں نے خوب مارا۔ اسی محلہ میں ایک مسلمان یکہ بان کا سر پھٹ گیا۔ (خود بخود ہی پھٹ گیا) کبیر چورا ہسپتال کے پاس دو مسلمان بائیسکل پر سوار جا رہے تھے۔ اُن کو لاٹھیوں سے خوب پیٹا گیا "۔

" ۱۴۔فروری گمراہ اور وحشی ہجوم نے ایک مسلمان خاندان پر حملہ کر دیا۔ جس سے ۴ مرد۔ دو عورتیں اور ایک بچہ ہلاک ہوا۔ (اس خاندان کے افراد ہی اتنے تھے) ہلاک شدگان سو رہے تھے۔ جبکہ ان پر حملہ کیا گیا۔ اور چھرے مار مار کر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مشتعل ہجوم نے ایک مسلمان آنریری مجسٹریٹ کے مکان پر حملہ کیا۔ جس پر مجسٹریٹ نے گولی چلا دی۔ دو اشخاص مجروح ہوئے۔ مجسٹریٹ گرفتار کر لیا گیا۔ جسے ضمانت پر رہا کیا گیا۔ متعدد گھر لوٹ لئے گئے۔ مکانوں کو آگ لگا دی گئی "۔ (پرتاپ ۱۵ فروری)

ان چند ایک واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں نے کیسی وحشت اور درندگی کا شکار بنایا۔ گھروں میں گھس کر نہ صرف ان کا مال واسباب لوٹ لیا۔ اور مکانوں کو نذرِ آتش کر دیا۔ بلکہ بے خبر سونے والوں کو نہایت بے رحمی سے تہِ تیغ کر دیا۔ حتیٰ کہ عورتوں اور بچہ کو بھی نہ چھوڑا گیا۔ مسلمانوں کو چن چن کر نشانہ ستم بنایا گیا۔

پھر اس قسم کی ستم رانیوں کو زیادہ سے زیادہ خطرناک بنانے اور وسعت دینے کے لئے " غلط اور بے بنیاد افواہیں " پھیلائی گئیں۔ مثلاً ایک مشہور کانگرسی ہندو لیڈر کے متعلق بیان کیا گیا۔ کہ اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا ہے۔ اس کے متعلق ہندو خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے:۔ " اس سے شہر میں بڑی سنسنی پھیل گئی "۔ حالانکہ وہ صحیح وسلامت موجود تھا۔ اسی طرح " ہندو محلہ میں آگ لگ جانے کی سنسنی خیز اطلاع پھیلائی گئی "۔ اگر ایک آدمی ہلاک یا مجروح ہو جاتا۔ تو سینکڑوں کی افواہیں پھیل جاتیں۔

اس طرح ہندوؤں کو شہر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے

تک مشتعل کر دیا گیا۔ ان میں دہشت اور درندگی بھر دی گئی۔ حتیٰ کہ ہندو یونیورسٹی کے طلباء کا ایک جتھہ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آگیا جسے پولیس نے روک لیا۔ جب تعلیم یافتہ ہندوؤں کی حالت یہاں تک پہونچ چکی تھی۔ تو عوام کا آپے سے باہر ہو کر ناکردنی افعال کا مرتکب ہونا کس قدر روح فرسا اور الم ناک ہو سکتا ہے۔ اس کا جو کچھ نتیجہ ہوا۔ وُہ ۱۸ فروری کی سرکاری اطلاع سے ظاہر ہے جس میں بتایا گیا ہے:-

"پچھلے ہفتہ مجروحین کی تعداد دو سو چھتیس (۲۳۶) تھی۔ بیس مسلمان اور چھ ہندو ہلاک ہوئے۔"

لیکن ہندو پریس کا بیان ہے:۔ (پرتاپ ۱۵ فروری)

"ہندو حسب معمول زیادہ زخمی اور زیادہ ہلاک ہوئے ہیں۔"

گویا ہندو حساب دانی کے لحاظ سے اور ہندو ماہرین حساب کے نزدیک قتل کئے جانے والے بیس مسلمانوں کے مقابلہ میں چھ ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے ؎

یہ ہیں۔ وُہ خونچکاں واقعات جو ہندوؤں کے بہت بڑے مرکز میں کانگرسی سرگرمیوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کے متعلق اس وقت رونما ہوئے جبکہ کانگرسی لیڈر متحدہ ہندوستان کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ مل کر ہندو راج قائم کر لو پھر جو کچھ تم مانگو گے۔ وُہی دے دیا جائے گا۔ اب بھی اگر مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اور وُہ ہندو ذہنیت سے آگاہ نہ ہوں۔ تو پھر انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں جیتے جی ان کا کوئی ٹھکانا نہیں ؎

نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات ہے کہ بڑے بڑے ہندو لیڈر تو حسب معمول بنارس پہونچ چکے ہیں اور حکام سے مل کر حالات کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن تباہ حال اور ستم رسیدہ مسلمانوں کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اور خطرہ ہے۔ کہ تباہ و برباد ہونے کے بعد قانون کی زد میں بھی زیادہ تر وہی آئیں گے۔ سرکردہ مسلمانوں کو فوراً ادھر متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور جو کچھ وُہ اپنے بھائیوں کے لئے کر سکتے ہیں۔ اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے ؎

گئو رکھشا اور ہندو

ہندوؤں نے گئو رکھشا کا مفہوم صرف یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ جہاں ان کا بس چلے۔ وہاں مسلمانوں کو اپنے ایک مذہبی اور ملکی حق کے استعمال سے بجبر روک دیں۔ قتل کر دیں۔ یا اور وحشیانہ افعال کے مرتکب ہوں۔ ورنہ وُہ خود بھی گائے کے گوشت و پوست سے فائدہ اٹھانا معیوب نہیں سمجھتے۔ حتیٰ کہ تازہ رشی کے پیرو آریہ صاحبان تو کھلم کھلا اپنے نوجوانوں کو گائے کے جسم کے بہت سے حصوں سے سریش بنانے اور اس طرح اپنا کاروبار چلانے کی تلقین کرتے ہوئے بھی نہیں جھجکتے۔ اور گائے کے چمڑے کا کاروبار تو ہندوؤں میں اس قدر رائج ہو رہا ہے۔ کہ پچھلے دنوں لاہور میں ایک اسی قسم کے کارخانے کا افتتاح بڑے بڑے ودوان پنڈتوں نے وید منتروں سے کیا۔ اور ہندو یہ جانتے ہوئے کہ کروم چمڑا گائے کے چمڑے سے تیار ہوتا ہے۔ اور وُہ بھی خود بخود مرنے والی گائے کا نہیں۔ بلکہ ذبح شدہ گائے کا ہوتا ہے۔ مگر ہندو بڑی چاہت سے کروم کے بوٹ پہنتے۔ اور ہندو دوکاندار بیچتے ہیں ؎

۱۵۔ فروری کے "پرکاش" نے اس پر اظہار رنج و ملال کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"گئو کرونا ندھی پستک میں رشی دیانند جی کی آگیا ہے۔ کہ پرتیک آریہ کو اپنے گھر میں ایک گائے رکھنی چاہیئے۔ لیکن ہم ہیں۔ کہ گئو رکھشا تو ایک طرف رہی۔ گئو کے چمڑے کروم کے بوٹ پہن کر اپنے دھرم اور دھن کا ناش کر رہے ہیں۔ اور دُنیا میں پاپ کے بڑھانے میں سہائک ہو رہے ہیں۔"

کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ ہندو خود گئو کشی کا موجب بنتے ہوئے بھی مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وُہ مسلمانوں کو کلیۃً اپنا محکوم بنانا چاہتے ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا وُہ اس کے لئے تیار ہیں ؎

مسلمانانِ ہند دیوارِ گریہ کے روبرو

مسلمانانِ ہند کی مذہبی۔ سیاسی۔ اور معاشرتی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے معاصر "انقلاب" (۱۹۔ فروری) لکھتا ہے:۔

"آج کل مسلمانانِ ہند پر بالکل وُہی دَور آرہا ہے جس سے روشناس ہو کر یہودیوں نے دیوارِ گریہ کے روبرو رونا پیٹنا شروع کیا تھا۔"

یہودیوں کا دیوارِ گریہ سے چمٹ کر رونا پیٹنا اس موعود کی خاطر ہوتا ہے۔ جس کے وُہ کئی صدیوں سے منتظر چلے آتے ہیں۔ اور جس پر اپنی دینی اور دنیوی ترقیات کا انحصار رکھتے ہیں۔ وُہ موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں مبعوث ہوا۔ مگر ظاہر پرست یہودیوں نے اس کا انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وُہ آج تک انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔ اور ناکامی و نامرادی کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ سزا ہے ان کی اس سرکشی کی۔ جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقابلہ میں اختیار کی اور ممکن نہیں۔ کہ وُہ اس وقت تک اس سے بچ سکیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ان فرستادوں پر ایمان نہ لائیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے۔ اب جبکہ مسلمانوں کو خود اعتراف ہے۔ کہ ان کی حالت وہی ہو رہی ہے جس میں یہود مبتلا ہیں۔ تو انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ وُہ بھی ایسے ہی جُرم کے مرتکب تو نہیں ہوئے۔ جس کے ارتکاب نے یہود کو وقف ماتم کر رکھا ہے۔ مسلمان اگر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ بعینہٖ وُہ بھی اسی جُرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو یہود سے سرزد ہوا۔ یعنی انہوں نے مثیلِ مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔ جب تک وُہ اس انکار پر قائم رہیں گے اسی دَور میں مبتلا رہیں گے۔ جس میں یہود پڑے ہیں۔ اس سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کریں ؎

غیر مبایعین کا حکومت سے تازہ معاہدہ

ہر چند کوشش کی گئی ہے۔ کہ غیر مبایعین اپنی ان خدمات کا پتہ بتائیں جن کے صلہ میں انہیں الہ مربعے زمین حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اس کا جواب دینا ان کے لئے موت سے کم نہیں۔ کیونکہ اس سے انہیں اپنی اس ساکھ کے بگڑنے کا خوف ہے۔ جس کی وجہ سے وُہ حکومت کو ڈاڈریاں دینے کا فرض ادا کر رہے اور خاص خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے "حضرت امیر" نے اس وقت تک صرف یہ بیان دیا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے یہ زمین حاصل کی گئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے ایک غیر مسلم حکومت کو اشاعت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ ان ضروریات کے لئے زمین دے سکتی ہے۔ جو اشاعت اسلام سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ بیان تو سراسر باطل ہے۔ لیکن اگر غیر مبایعین اسی پر اڑے رہنا چاہتے ہیں تو کیا وُہ یہ بتائیں گے۔ کہ الہ مربعے حاصل کرتے ہوئے انہوں نے حکومت سے کیا عہد باندھے ہیں اور آئندہ کیلئے کس قسم کی خدمات سرانجام دینے کا اقرار کیا ہے غیر مبایعین کو سمجھ لینا چاہیئے۔ ان کے دروں پردہ راز اب چھپے نہیں رہ سکتے۔ بہتر ہو کہ اُن کی خود ہی نقاب کشائی کر دیں۔ ورنہ ہمیں یہ فرض ادا کرنا پڑیگا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا دخل دینا انہیں ناگوار ہو۔ پس ہم انہیں موقعہ دیتے ہیں۔ کہ وُہ خود ان شرائط کو پیش کر دیں۔ جو اُنہوں نے گورنمنٹ کے لئے کار خاص سرانجام دینے کے لئے مربعے لیتے وقت کی ہیں ؎

مسلمانانِ ہند کی تعلیمی ترقی

حکومتِ ہند نے ہندوستان کی تعلیمی ترقی کے متعلق جو رپورٹ حال میں شائع کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان میں عام تعلیم کا احساس روز بروز ترقی پذیر ہے۔ سال ماسبق کی نسبت سال زیر رپورٹ ۲۹-۱۹۲۸ء میں ۳۹۰۶۱۷ طلباء کا اضافہ ہوا۔ اور ۳۲۹۲ جدید مدارس کھولے گئے۔ کل طلباء کی تعداد ۱۲۱۶۵۸۳۹ شمار کی گئی جس میں ۷۶۶۹۴۵۱ ہندو اور ۳۱۱۵۱۶۹ مسلمان طلباء ہیں۔ مسلم طلباء کی تعداد میں سال ماسبق کی نسبت ۵ء۲ فیصدی اور ہندو طلباء کی تعداد میں ۷ء۴ فیصدی ترقی ہوئی ہے دیگر اقوام کی تعداد میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا ؎

ابتدائی تعلیم کے لازمی قرار دئے جانے کے متعلق اگرچہ مالی مشکلات کو طلباء کی ترقی میں روک بتایا گیا ہے۔ تاہم اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں پنجاب کا قدم سب سے آگے ہے صوبہ پنجاب کے ۲۴۰۸ دیہات اور شہروں میں جبری تعلیم نافذ کی جا چکی ہے گورنمنٹ کے پیش کردہ شمار و اعداد سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمان تعلیم کی طرف مناسب توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی نسبت مسلمان طلباء کی تعداد میں کس قدر زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ جو خوشکن ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنی تعلیمی رفتار اور تیز کرنی چاہیئے۔ تاکہ گزشتہ زمانہ میں دوسری اقوام کے مقابلہ میں انہیں جو نقصان پہونچ چکا ہے۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔ حکومتِ ہند کا بھی فرض ہے۔ کہ مسلمان طلباء کی تعداد میں معمولی سا اضافہ دیکھکر وُہ یہ نہ سمجھ لے۔ کہ مسلمان کافی ترقی کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے کافی سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرے ؎

معوذتین کی لطیف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۸ فروری ۱۹۳۱ء)

معوذتین کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بیشتر اس کے کہ میں ان سورتوں کے متعلق کچھ بیان کروں چونکہ رمضان اب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی۔ تو آج شام نہیں۔ تو کل شام کو ختم ہو جائیگا۔ اس لئے میں اس قلیل سے عرصہ میں جو ایک رات دن اور ایک گھنٹہ یا صرف ایک گھنٹہ کے قریب رہتا ہے۔ اپنے

دوستوں کو نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رمضان درحقیقت ہمیں عادت ڈلوانے کے لئے آتا ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ایک وقت اگر انسان کو ان کے کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ تیار نہیں ہوتا۔ مگر جب عادت پڑ جائے۔ تو پھر اس عادت کو چھوڑنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اسے ہم خواہ معقول عذر تسلیم نہ کریں۔ لیکن عذر لنگ ضرور سمجھ لیں گے جب کوئی شخص یہ کہے۔ کہ فلاں کام کی مجھے عادت نہیں۔ لیکن اگر عادت پڑ جائے۔ اور وہ پھر اسے چھوڑ دینے کا عذر کرے۔ تو یہ عذر نہ عذر لنگ کہلائیگا۔ اور نہ ہی معقول عذر کہلانے کے قابل ہوگا۔ مثل مشہور ہے۔ جو

ایک تاریخی واقعہ

ہے۔ قصہ نہیں۔ کہ کوئی امیر تھا۔ جو بہت موٹا تھا۔ اسے ہر وقت عمدہ غذائیں کھانے کا بہت شوق رہتا تھا۔ دور دور اس کے ایجنٹ مقرر تھے۔ جن کا کام ہی یہ تھا۔ کہ وہ جب بھی کھانے کی اچھی سی کوئی چیز دیکھیں۔ اسے فوراً بھیج دیں۔ قدرتی طور پر زیادہ موٹا ہو جانے کی وجہ سے اس کی صحت خراب ہو گئی۔ اس نے کئی ڈاکٹروں سے مشورہ لیا۔ اور بہت کچھ علاج بھی کیا۔ مگر اسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر کسی ڈاکٹر نے مشورہ دیا۔ کہ فلاں جگہ ایک بہت [illegible] ڈاکٹر رہتا ہے۔ وہ علاج و معالجہ میں بہت ماہر ہے۔ اس کے پاس اگر جاؤ۔ تو وہ تمہارا اچھی طرح علاج کر سکیگا۔ اس مشورہ کی وجہ سے وہ امیر اس ڈاکٹر کے پاس گیا مگر اس نے کہا۔ میں صرف اس شرط پر تمہارا علاج کروں گا۔ کہ تم اپنے نوکروں کو اپنے پاس سے ہٹا دو۔ اور انہیں واپس بھیج دو۔ صرف تم اکیلے ہی میرے پاس رہو۔ اس وقت اس نے دیکھا کچھ لوگ کھانے پر بیٹھے ہیں۔ اور ڈاکٹر اصرار کے ساتھ انہیں کھانا کھلا رہا ہے کسی سے کہتا ہے۔ یا قوتی کھاؤ۔ جب تک یہ کھا نہ لوگے میں تمہارا پیچھا نہ چھوڑونگا کسی سے کہتا ہے۔ جب تک پکا ہوا مرغ نہ کھاؤ گے۔ میں تمہیں نہیں چھوڑونگا کسی سے کہتا ہے۔ جب تک یہ انگور کا گچھا نہ کھا لو۔ میں تمہیں ہرگز جانے نہیں دوں گا۔ وہ امیر کھانوں کا پہلے ہی شوقین تھا۔ اس نے دل میں خیال کیا۔ کہ ایسا ڈاکٹر تو خدا دے۔ اس نے نوکروں کو رخصت کر دیا اور کہدیا۔ اتنے دنوں کے بعد آنا۔ اس سے پہلے نہیں۔ جب وہ اکیلا رہ گیا۔ تو شام کے وقت تو ڈاکٹر نے اسے حسب دلخواہ خوب کھانا کھلایا۔ مگر دوسرے دن اسے کرسی پر بٹھا کر حمام میں لے گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آؤ پہلے غسل کر لو۔ پھر علاج شروع کریں گے۔ اس پر اس نے امیر کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ اور حمام خوب گرم کروا دیا جب اس کے پاؤں کو گرمی لگنے لگی۔ تو کبھی اس نے ایک لات اٹھانی شروع کی کبھی دوسری۔ خواہ کوئی شخص کتنا ہی موٹا ہو۔ جب اس کے پاؤں جلنے لگیں گے۔ تو بے اختیار وہ حرکت کرے گا۔ یہ بھی اسی طرح کرتا۔ پہلے ایک لات اٹھائے رکھتا جب وہ تھک جاتی۔ تو اسے رکھ دیتا۔ اور دوسری لات اٹھا لیتا۔ آخر جب حمام زیادہ گرم ہو گیا۔ تو وہ ناچنے لگا۔ ناچتے ناچتے جب وہ سخت تھک کر بے بس ہو گیا تو ڈاکٹر نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ اور اسے لٹا کر اس کی مالش شروع کر دی۔ خوب اچھی طرح مالش کرنے کے بعد جب کھانے کا وقت آیا۔ تو اس کے آگے صرف معمولی شوربہ اور [illegible] کا ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر امیر میں صبر کی طاقت نہ رہی برا بھلا کہنے لگ گیا۔ [illegible] دینے لگا۔ مگر ڈاکٹر نے کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر اسی طرح وہ ڈاکٹر اس کا [illegible] ڈاکٹر سے پوچھے۔ اور بغیر اس سے اجازت لئے روانہ ہو گیا۔ اور جاتے ہی پہلے اس ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ جس نے اسے وہاں جانے کا مشورہ دیا تھا۔ اسے بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ کہ تو نے کیوں مجھے ایسے بیوقوف اور نافہم ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے کہا۔ گالیاں بعد میں دینا پہلے شیشہ لے کر اپنی شکل تو دیکھو۔ اس نے شیشہ جو اٹھایا۔ تو دیکھا۔ کہ رنگ ہی بدلا ہوا ہے۔ طاقت اور صحت کی علامات موجود ہیں۔ اس پر وہ شرمندہ ہو گیا۔ اور اس نے ڈاکٹر کو جس نے اس کا علاج کیا تھا

بہت بڑی رقم

بطور شکریہ بھیجی۔ وہ آیا تو اس نیت سے تھا۔ کہ اب جاتے ہی میں کھانے پینے کی کسریں نکالوں گا۔ اور تمام وہ فاقے جو علاج کے دوران میں برداشت کئے ہیں۔ ان کی کسر خوب پیٹ بھر بھر کر عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر نکالونگا۔ مگر شیشہ دیکھنے کے بعد وہ سمجھا۔ کہ مجھے تو فاقوں سے فائدہ ہوا ہے۔ پس جو مجھے فائدہ ہوا ہے۔ اسے زیادہ کھا کھا کر ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اس نے بہت سی رقم اس ڈاکٹر کے ہسپتال کے لئے بھی بھیجی۔ کہ اس سے اسے ترقی دی جائے اور اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ علاج کے سامان مہیا کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ کہ یہ بات کیا تھی۔ کہ میں جب گیا۔ آپ بعض لوگوں کو بڑے اصرار کے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ لیکن مجھے آپ نے فاقے دیئے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر نے کہلا بھیجا۔ ان کی بیماریاں فاقوں کی وجہ سے تھیں۔ لیکن تمہاری بیماری زیادہ کھانے کی وجہ سے تھی۔ وہ چونکہ غربا تھے۔ اور انہیں کھانے کو بہت کم ملتا تھا۔ اس لئے وہ بعض مرضوں میں گرفتار ہو گئے۔ ان کا علاج یہی تھا۔ کہ انہیں کھلایا جاتا۔ مگر تم امیر تھے۔ اور تمہاری بیماری زیادہ عمدہ [illegible] کھانے کھانے کی وجہ سے تھی۔ اس [illegible] علاج یہی تھا۔ کہ تمہیں فاقے دئے جا[illegible]

غرض بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کی انسانی فوائد کے لئے

عارضی طور پر مشق

کرائی جاتی ہے۔ مگر اس مشق کو چھوڑ دینا۔ اور کہنا۔ کہ خیر یہ چند دن گذار لیں بعد میں ہم کسریں پوری کریں گے۔ سخت نادانی ہوتی ہے مشق تو اس لئے کرائی جاتی ہے۔ کہ ان خوبیوں کی انسان قدر کرے جن خوبیوں کی تلقین کی جاتی ہے۔ لیکن اب انسان کا اختیار ہوتا ہے۔ چاہے وہ بعد میں مشق کو قائم رکھے یا ترک کر دے۔ ان خوبیوں کی قدر کرے۔ اور انہیں بڑھائے۔ یا انہیں چھوڑ دے۔ اور ضائع کر دے تو

رمضان میں

کئی قسم کی نیک عادتوں کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کئی نیک عادتیں انسان میں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور برابر مہینہ بھر عمل کرنے کے بعد

[illegible]

کی جاتی ہے۔ کہ وہ ان عادتوں کو کبھی ترک نہیں کرے گا۔ یعنی رمضان میں زیادہ عبادت کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ کم خوری کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ کم بولنے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ ذکر الٰہی کی عادت ڈال جاتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی عادتیں ہیں۔ جو انسان کے اندر پیدا کی جاتی ہیں۔ مگر کئی ایسے لوگ ہیں۔ جو رمضان کے دنوں میں تو کم خوری کی عادت رکھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ عید آئے تو پھر کسر نکال لینگے۔ اسی طرح ایک طرف تو رمضان میں اس بات پر زور ہوتا ہے۔ کہ رات کو ایک بجے کی بجائے ۱۲ بجے ہی اُٹھ بیٹھیں۔ اور عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ مگر ساتھ ہی اپنے نفس کو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چند دن کی بات ہے۔ بعد میں تجھے اتنا سلائینگے۔ کہ ہوش ہی نہیں آئیگی۔ روزے رکھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی عمدہ غذاؤں کے سبز باغ بھی انہیں نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ بھلا جب نیت ہی انسان یہ کرے۔ کہ عید آنیوالے دن ان عادات کو ترک کر دونگا۔ جن کی رمضان میں مشق کرائی گئی ہے۔ تو اس کے لئے عید کیا آئیگی۔ وہ تو اس کے لئے ماتم کا دن ہوگا۔ پس رمضان کے ایام میں جو نیک عادت پڑ جائے۔ خواہ کم یا زیادہ۔ کیونکہ کسی کو ایک قسم کی عادت پڑتی ہے۔ اور دوسرے کو دوسری قسم کی۔ مگر بہر حال جو بھی نیک عادت پیدا ہو جائے۔ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ اسے قائم رکھا جائے۔ اور نہ صرف عید تک قائم رکھا جائے۔ بلکہ عید کے بعد بھی قائم رکھیں۔ میرے نزدیک

ایک آسان طریق

ہے۔ جس کی اگر سارے لوگ نیت کریں۔ تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ [illegible] ہے۔ کہ عید کی رات کو بھی ضرور تہجد پڑھیں گے۔ تم میں سے جو لوگ ہمیشہ تہجد پڑھنے کے عادی ہیں۔ وہ اگر ایک چکر رمضان کی رات میں لگائیں۔ اور پھر ایک چکر عید کی [illegible] کو لگائیں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ اس رات بہت کم لوگ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں۔ پس ایک تو یہ نیت کر لو۔ کہ اگر عید کی رات بھی ہم نے تہجد نہ پڑھی۔ تو پھر اور کب پڑھینگے یعنی اس رات ضرور تہجد پڑھی جائے۔ دراصل

رمضان کی راتوں میں

چونکہ سحری کھانے کے لئے لوگوں کو اُٹھنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ جب اُٹھتے ہیں۔ تو تہجد بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن جبکہ رمضان آتا ہی اس لئے ہے۔ کہ ایسی باتوں کی انسان کو مشق کرائی جائے۔ تو پھر اس مہینہ بھر کی مشق کا فائدہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جب اس کے بعد بھی وہ اثرات قائم رکھے جائیں۔ جو رمضان کے دنوں میں پیدا ہُوئے ہوں۔ پس چونکہ رمضان کے ایام میں خصوصیت سے تہجد پڑھنے کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ اس لئے نیت کر لو کہ۔ زیادہ نہیں تو کم از کم عید کی رات کو تو تہجد کے لئے ضرور اُٹھینگے [illegible] اور اسی طرح اگر بعد میں بھی اسے قائم رکھا جائے۔ تو یہ بہت خوبی کی بات ہوگی۔ پھر رمضان کے ایام میں

[illegible] کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ غریبوں سے ہمدردی اور محبت کا سبق دیا جاتا ہے۔ یوں تو رمضان کی راتیں بھی تو ویسی ہی راتیں ہوتی ہیں۔ جیسے دوسرے ایام کی راتیں۔ رمضان کے ایام کو بظاہر کونسے ایسے لال لگے ہُوئے ہیں۔ صدقہ دینا اگر نیکی ہے۔ تو ہمیشہ ہی نیکی ہے۔ تہجد پڑھنا اگر نیکی ہے۔ تو ہمیشہ کے لئے ہی نیکی ہے۔ رمضان کو کیا خصوصیت ہے۔ وہ لال جو رمضان کو لگا ہوا ہے یہی ہے۔ کہ یہ مشق کے دن ہوتے ہیں۔ جیسے ٹریٹوریل فورس میں مشق کرائی جاتی ہے۔ اب ٹریٹوریل فورس میں مشق کرانے سے ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا۔ کہ جب یہ میعاد گذر جائے۔ تو سب کچھ بھلا دیا جائے۔ بلکہ غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ تا فوجی کاموں کی عادت پڑ جائے۔ اور اس عادت کو قائم رکھا جائے۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں۔ کہ اس دفعہ رمضان میں سب لوگوں نے

صدقہ و خیرات

کس قدر دیا۔ مگر جن لوگوں نے میری معرفت صدقہ دیا ہے۔ باوجود مالی مشکلات کے انہوں نے امسال بہت زیادہ دیا ہے۔ ذاتی صدقات یا جو انجمن کی معرفت صدقات دیئے جاتے ہیں۔ اگر ان کی بھی یہی نسبت ہے۔ تو یہ بہت خوشکن امر ہے۔ اور یہ اور بھی زیادہ خوشکن ہوگا۔ اگر رمضان کے بعد بھی اس کو قائم رکھا جائے۔

میں نے اس سال

قرآن کریم کا درس

بجائے ایک دوست کے کئی دوستوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ میں محسوس کر رہا تھا۔ کہ ہماری جماعت میں درس سننے کی تو عادت پیدا ہو رہی ہے۔ مگر درس دینے کی اہلیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے نظر آتا تھا۔ کہ ہمارے نوجوان اس رنگ میں قرآن کریم کا مطالعہ نہیں کرتے جس رنگ میں وہ لوگوں کو فائدہ پہونچا سکیں۔ اپنے رنگ میں تو وہ قرآن کریم پڑھتے ہی ہیں۔ مگر اس رنگ میں اس کا مطالعہ نہیں کرتے جس رنگ میں دوسرے لوگوں کو فائدہ پہونچا سکیں۔ میں نے بہت سوچا۔ اور آخر یہی طریق سمجھ میں آیا۔ کہ جب انسان کو دوسروں کے سامنے درس دینا پڑتا ہے۔ تو وہ زیادہ غور و فکر سے اس کے مطالب پر اپنی نظر ڈالتا ہے۔ اور پھر اُسے یہ بھی خیال ہوتا ہے۔ کہ لوگ میرے بیان کردہ مضامین پر تنقید کرینگے۔ جب یہ خیال ہوتا ہے۔ تو انسان

زیادہ گہرا مطالعہ

کرتا ہے۔ اس لحاظ سے میں نے سمجھا۔ کہ مختلف اشخاص کو درس دینے کے لئے مقرر کرنا چاہئے۔ ممکن ہے۔ اگر ایک آدمی ہی درس دیتا۔ تو شاید اس کے لئے یہ آرام دہ ہوتا۔ اور سننے والوں کے لئے بھی زیادہ دلچسپی کا موجب ہوتا۔ مگر [illegible] میں نے یہی طریق سمجھا ہے۔ جس کے مطابق اس سال درس دیا گیا ہے۔ اور اب آئندہ یوں ہونا چاہئے۔ کہ [illegible] دیئے جائیں [illegible] ابتدائی سپارے دیئے گئے تھے۔ انہیں پچھلے دیئے جائیں۔ اور جن کو پچھلے دیئے گئے تھے۔ ان کو پہلے دیئے جائیں۔ یہاں تک کہ چار پانچ سال میں وہ ایک دفعہ سارے قرآن مجید کا درس دے سکیں۔ اور ان دنوں میں درس دیں۔ جب مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اور زیادہ لوگ اُن کی باتوں پر تنقید کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اب کی مرتبہ

میرا یہ تجربہ

کامیاب ہوا ہے۔ اور گو دوسروں کو بعض درس دینے والوں پر تسلی نہ ہو۔ مگر میں سمجھتا ہُوں۔ یہ ایک مرض ہے۔ جو شوق کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جس کی میں قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ جنہیں اگر قرآن کریم کا کوئی نکتہ سمجھ میں آ جائے۔ تو جب تک درس دینے والا وہی بیان نہ کرے۔ ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ کئی لوگوں نے مجھے لکھا۔ کہ فلاں درس دینے والے نے قرآن کریم کا فلاں نکتہ بیان نہیں کیا۔ مجھے ایسے لوگوں کے رقعے پڑھکر وہ قصہ یاد آ جاتا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ

کوئی عورت تھی

اسے اپنی چیزیں دکھانے کا بہت شوق تھا۔ مگر کسی نے کبھی اس کی تعریف نہ کی۔ اس نے زیور بھی بنوائے۔ مگر چونکہ غریب عورت تھی۔ اور غریبانہ ہی زیور ہوتے تھے۔ اس لئے امراء توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس نے جب دیکھا۔ کہ میرے زیوروں میں سے کسی کی بھی کوئی تعریف نہیں کی جاتی۔ تو اس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ اس پر تمام محلے کی عورتیں جمع ہو گئیں۔ اور پوچھنے لگیں۔ بہن کچھ بچا بھی۔ وہ کہتی۔ صرف یہ ایک انگوٹھی بچی ہے۔ اس پر پھر گھبراہٹ کی وجہ سے کسی نے توجہ نہ کی۔ آخر ایک عورت نے ایسی حالت میں بھی یہ پوچھنا ضروری سمجھا۔ کہ بہن یہ انگوٹھی تم نے کب بنوائی۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر کہنے لگی۔ جے توں پہلے ہی پچھ لیندی تے میرا گھر کیوں سڑدا۔ تو کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ جو نکتہ ان کو معلوم ہے۔ اُسے کوئی بیان نہ کرے۔ جب تک ان کی

خاص بات

بیان نہ کی جائے۔ وہ بے قرار رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہماری اس بات کا جو ہمیں قرآن مجید سے معلوم ہوئی۔ درس دینے والے نے کیوں ذکر نہیں کیا۔ گویا ان کے نزدیک قرآن کریم بیان ہی نہیں ہوتا جب تک ان کی بات بیان نہ کی جائے۔ اگرچہ یہ بھی ایک شوق ہے۔ اور ترقی کا موجب ہے۔ مگر بہر حال جو میری غرض تھی۔ وہ پوری ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہُوں۔ اس طریق پر درس دینا قادیان میں بھی اور باہر بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ

بعض درس دینے والوں نے

ویسی محنت نہیں کی۔ جو انہیں کرنی چاہئے تھی۔ اگر وہ پوری کوشش کرتے تو لوگوں کے دلوں میں کبھی یہ خیال پیدا نہ ہوتا۔ مگر چونکہ انہوں نے پورے طور پر کوشش نہیں کی [illegible] لوگوں کے قلوب میں بحیثیت جماعت پیدا ہوا ہے۔ اور میں اس کے لئے خصوصاً اپنے نوجوانوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ شروع میں ہی

چودھری بننے کی کوشش

نہ کریں۔ چودھری کون ہوتے ہیں۔ وہی جن کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسرے کام کریں۔ اور وہ واہ وا کہدیں۔ خود چودھری کام نہیں کیا کرتے۔ مگر

مسلمان کو تو بڑھا ہو کر بھی چودھری نہیں بننا چاہیئے۔ کجا یہ کہ ہمارے نوجوان چودھری بن جائیں

ہمارا رسول

سب سے افضل تھا۔ آپ کی ترسیٹھ برس کی عمر ہوئی۔ ترسیٹھ برس کی عمر بڑھاپے کی ہی عمر ہے۔ مگر آپ اس عمر میں بھی باوجود علم لدنّی کے یہی کہتے رہے۔ رب زدنی علما۔ تو چودھری بننا اسلام کا شعار نہیں مومن کو ہر وقت یہی دعا مانگنی چاہیئے۔ کہ اس کا ہر قدم آگے ہی بڑھے پیچھے نہ ہٹے۔ اور خصوصیت سے نوجوانوں کے لئے تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ وہ یہ سمجھ لیں۔ ہم نے جو کچھ حاصل کرنا تھا۔ حاصل کر لیا۔ اس سے قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ایسے شخص کی دماغی کیفیت کمزور ہونے لگی ہے۔ دیکھو عام لوگ ڈاکٹری نہیں جانتے۔ مگر ان میں ایک ڈاکٹر مشہور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ لوگ گو ڈاکٹری نہیں جانتے۔ مگر

ڈاکٹر کی پہچان

کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عام لوگ عالم نہیں ہوتے۔ مگر عالم کا پہچاننا ضرور جانتے ہیں۔ وہ خوب سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کا کتنا علم ہے۔ اور اب یہ اپنے علم میں بڑھ رہا ہے۔ یا گھٹ رہا ہے۔ تو میں اپنی جماعت کے

نوجوانوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ کبھی ایسا خیال دل میں نہ پیدا ہونے دیں۔ کہ ہم اب بہت بڑھ گئے۔ اب ہمیں علم میں ترقی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان پر کوئی رات ایسی نہیں گذرنی چاہیئے۔ جس میں وہ کسی نئے علم اور نئی کتاب پر نظر نہ ڈال لیں۔ میری تو یہ عادت ہے۔ کہ چاہے پندرہ یا بیس منٹ ہی صرف کروں۔ مگر میں جب تک کسی نئی کتاب کے چند صفحات پڑھ نہ لوں مجھے آرام ہی نہیں آتا

رات کے بارہ بارہ بجے تک

بعض دفعہ کام کرتا ہوں۔ مگر لیٹنے سے پہلے ضرور کسی نئی کتاب کے چند صفحات پڑھ لیتا ہوں۔ پس اپنے مطالعہ کو وسیع کرو۔ اور اس طرح کام نہ کرو۔ کہ گویا گلے پڑا ڈھول ہے۔ بلکہ شوق اور محنت سے کام کرو پچھلے دنوں سیرت کے جلسوں کے متعلق بھی مجھے بعض قابل نوجوانوں کے متعلق ایسی شکائتیں پہنچیں۔ کہ انہوں نے ایسی تقریریں کیں۔ جو بالکل روکھی اور پھیکی تھیں۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے مضمون کی بالکل تیاری نہیں کی۔ یہ حالت ایک

زندہ قوم

کے نوجوانوں کے لئے سخت خطرناک ہے۔ پس کوشش کرو۔ کہ اپنے علم کو بڑھاؤ۔ رات کو مطالعہ کرو۔ نئی نئی کتابیں پڑھو۔ اپنے ذہنوں کو روشنی اور جلا دو۔ بڑھتے چلے جاؤ۔ اور کبھی اپنا قدم پیچھے کی طرف مت ہٹاؤ

چونکہ اب دعا کے لئے ہم سب نے بیٹھنا ہے۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ

ایک مشترکہ نکتہ

ان دونوں سورتوں کے متعلق بیان کر دیتا ہوں۔ تا ہے انگوٹھی والے دوست یہی کہیں۔ کہ فلاں نکتہ بیان نہیں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا۔ اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قل تو کہدے۔ اعوذ برب الفلق تمام مخلوق کا جو رب ہے میں اس کی پناہ میں آتا ہوں۔ من شر ما خلق کس کے مقابلہ میں اس کی پناہ میں آتا ہوں؟ جو کچھ اس نے پیدا کیا۔ اس کی شرارتوں اور برائیوں کے مقابلہ میں ومن شر غاسق اذا وقب۔ اور میں اس چاند کے نقص اور شر سے بھی پناہ میں آتا ہوں جب وہ ڈوب جاتا ہے۔ ومن شر النفّٰثٰت فی العقد۔ اور میں پناہ میں آتا ہوں۔ ان بدارواح کی سازشوں اور خفیہ کانا پھوسیوں کے نقصانات سے جو تعلقات محبت میں رخنہ اندازی کرتی ہیں ومن شر حاسد اذا حسد۔ اور میں ہر حاسد کی شرارتوں سے بھی جب وہ کسی کے حسد میں کھڑا ہوتا ہے۔ پناہ چاہتا ہوں۔

یہ سورت اور دوسری سورت دونوں میں

تعوّذ کی تلقین

کی گئی ہے۔ اور دونوں میں دعا رب کے نام سے شروع کی گئی ہے۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پرانے زمانے میں قاعدہ ہوتا تھا۔ اب زمانہ اور ہے پہلے خالص فطرت پر عمل کرتے تھے۔ مگر اب تکلفات بڑھ گئے ہیں جو باتیں پہلے زمانہ میں اعلیٰ شاعرانہ کلام سمجھی جاتی تھیں۔ وہ اب بیوقوفیاں سمجھی جاتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں

ایک شخص نے قصیدہ پڑھا۔ وہ سخت ترین دشمن تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تھا۔ کہ جہاں ملے۔ اسے قتل کر دیا جائے اس کے قصیدہ پڑھتے پڑھتے صحابہ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جہاں ملے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ انہوں نے تلواریں نکال لیں۔ مگر جرات نہ تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلوار چلاتے۔ صحابہ اس انتظار میں رہے۔ کہ ابھی آپ حکم دیں۔ تو ہم اس شخص کو مار ڈالیں۔ آپ بھی نیچی آنکھیں کئے یہ تمام نظارہ دیکھتے رہے یہاں تک کہ اس نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا۔ کہ اے وہ رسول جسے خدا نے قرآن جیسی نعمت دی۔ میں تیرے فضل کا طالب ہوں۔ چونکہ اس نے ایک بہت بڑی چیز کا واسطہ دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر اتاری اور اس کی طرف پھینکدی۔ اور فرمایا۔ میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

چادر اتار کر پھینکنا

بجائے خود ایک بہت لطیف مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ یعنی جس چادر میں میں ہوں۔ اسی میں تم ہو۔ اور کیا ممکن تھا۔ کہ جس کے متعلق محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہدیں۔ کہ جو میرا حال ہے وہ تیرا۔ اس پر کسی کی تلوار اٹھ سکے۔ آخر صحابہ ٹھنڈے پڑ گئے اور ان کا تمام جوش دب گیا۔

تو

پرانے زمانہ میں قاعدہ

تھا۔ کہ ایک انسان دوسرے کی پناہ کا اعلان کرتا تھا۔ وہ کہدیتا تھا۔ میں اپنے آپ کو فلاں شخص کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اور جس وقت یہ کہدیا جاتا تھا۔ تو دوسرا شخص اگر اسے پناہ میں نہیں لیتا تھا۔ تو سمجھا جاتا تھا۔ وہ یا تو ظالم ہے۔ یا بخیل اور بزدل ہے اسے بڑی ذلت سمجھا جاتا تھا۔ کہ کوئی شخص پناہ میں آنا چاہے۔ مگر اسے پناہ میں نہ لیا جائے وہ فوراً اعلان کر دیتا تھا۔ کہ میں اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔ اسے کوئی شخص تکلیف نہ پہنچائے۔ یہ

شاعرانہ کلام

ہے۔ مگر شاعرانہ کلام کا یہ مفہوم نہیں۔ کہ اس میں مبالغہ یا جھوٹ ہے، بلکہ شاعرانہ کلام کا یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ فطرت جو نظارہ دکھاتی ہے اسے پیش کیا جائے۔ ان دونوں سورتوں میں یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ تم اگر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تو حقیقی طور پر ہر قسم کی تباہیوں سے بچ سکتے ہو۔ اگر ایک انسان اس بات کو اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ کہ کوئی انسان اس کی پناہ میں آئے۔ اور وہ اسے پناہ میں لینے سے انکار کردے۔ تو کسطرح ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص خدا کی پناہ کا طالب ہو۔ اور خدا اس کو رد کرے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن عباسؓ

سے کسی نے پوچھا۔ آپ سب سے زیادہ کس کا کام کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میں اس کا کام زیادہ کیا کرتا ہوں۔ جو مجھ پر اعتبار کرتا۔ اور میرے سپرد اپنا کام کر دیا کرتا ہے۔ جب کسی کے سپرد اپنے آپ کو کر دیا جائے۔ تو خواہ وہ کتنا سنگدل کیوں نہ ہو۔ اس کے دل میں بھی نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یورپین لوگوں میں

ایک قصّہ

مشہور ہے۔ کہ ایک عرب سردار تھا۔ اس کے بیٹے کو کسی شخص نے قتل کر دیا۔ لوگ قاتل کا تعاقب کرتے آ رہے تھے۔ کہ وہ اسی کے گھر میں گھس گیا۔ جس کے بیٹے کو اس نے قتل کیا تھا۔ اور جاتے ہی کہا۔ میں تمہاری پناہ میں آتا ہوں۔ مجھے پناہ دی جائے۔ اس نے ادھر ادھر کہیں اس کو چھپا دیا۔ مقتول بیٹے کے دوست پیچھے سے آئے۔ اور کہنے لگے۔ آپ کا بیٹا مارا گیا ہے۔ اور جس شخص نے مارا ہے۔ وہ آپ کے ہی گھر میں گھسا ہے۔ ہم تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ تا اسے نکالیں۔ اور سزا دیں۔ اس نے بہانہ بنا کر تلاشی دینے سے انکار کر دیا۔ اور انہیں واپس کر دیا۔ جس وقت اندھیرا ہو گیا۔ تو اس نے اس شخص کو نکال کر کہا۔ تو جس شخص کو قتل کر کے آیا ہے۔ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ مگر چونکہ تو میری پناہ میں آگیا تھا۔ اس لئے میں نے تجھے کچھ نہیں کہا۔ اب جا چلا جا۔

یہ قصّہ ہے۔ تو مسلمانوں کا۔ مگر عیسائی اسے یاد رکھتے ہیں۔

اور اپنی نسلوں کو بتاتے ہیں۔ کہ عرب لوگ کیسے وفادار اور اپنے عہد کے پابند ہوتے ہیں۔ جب ایک انسان اپنے عہد کا پابند رہ سکتا ہے۔ تو سوچو کہ خدا کس قدر اپنے عہد کا پاس کریگا۔ ممکن نہیں۔ کہ کوئی شخص

خدا کی پناہ میں

آئے۔ اور اسے کوئی نقصان پہونچا سکے۔ وہ جب رب الفلق ہے ساری دُنیا کا خدا ہے۔ تو پھر دنیا میں سے اور کون ہے۔ جو اس کی پناہ میں آنے والے کو ضرر پہونچا سکیگا۔ یہ

حقیقی گر

ہے نجات کا۔ اصل گر یہی ہے۔ کہ خدا پر کامل یقین اور اعتماد رکھو۔ کسی سے مت ڈرو۔ یہ سمجھو کہ خدا ہماری تائید اور نصرت فرمائیگا۔ یہ مقام ہے۔ کہ جب انسان کو مل جائے۔ تو اسے کوئی بھی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ نہ اس کی کوششیں ضایع جاتی ہیں۔ نہ اس کے ارادے باطل ہوتے ہیں نہ اس کے عمل اکارت ہوتے ہیں۔ بلکہ جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح وُہ بھی اپنے خدا اور اپنے رب کی گود میں چلا جاتا ہے اور تب دین و دنیا کے سارے انعامات اسے مل جاتے ہیں۔ رب الفلق فرما کے آگے ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ فرمانا یہ بظاہر زوائد معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ غاسق اذا وقب اور شر النفاثات فی العقد اور شر حاسد اذا حسد بھی تو فلق میں شامل ہیں۔ پھر جب ساری خلق سے پناہ مانگ لی گئی ہے۔ تو ان تینوں کے علیحدہ ذکر کرنیکا کیا مطلب ہوا۔ دراصل یہ

مدارج کا فرق

ہے جس کے لحاظ سے ان کا دوبارہ ذکر کرنا ضروری تھا۔ پہلا وہ درجہ تھا جب بندہ خدا تک ابھی نہیں پہونچا تھا۔ مگر اب وُہ درجہ ہے۔ جبکہ یہ ترقیات کی طرف اپنا قدم بڑھا رہا ہے۔ انسان کے لئے دو ہی حالتیں خطرناک ہوتی ہیں۔ یا تو وُہ حالت کہ ابھی اسے اس کا مقصود حاصل نہ ہوا ہو۔ یا یہ حالت کہ منزل مقصود تک تو پہونچ گیا۔ مگر پھر اسے اس جگہ سے دھتکار دیا گیا ہو۔ پس جو شخص خدا کی درگاہ میں ابھی تک نہیں پہونچا۔ وہ تو رب الفلق کی پناہ کا طالب ہوگا۔ اور جو وہاں پہونچ گیا ہو۔ وُہ ومن شر غاسق اذا وقب اور ومن شر النفاثات فی العقد اور ومن شر حاسد اذا حسد سے پناہ مانگیگا۔ یعنی اے خدا تیرے احسانات کا سورج مجھ پر طلوع ہو۔ تو ایک بار چڑھکر پھر وُہ ڈوبے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہی اس کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کی دُعا جو قرآن مجید میں آئی ہے اس میں بھی ان ہی چار باتوں کا ذکر ہے۔ جن چار باتوں کا اس سُورۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ دعا کرتے ہیں۔ رب اشرح لی صدری۔ اے خدا میرا سینہ کھول دے۔ یعنی مجھے علوم عطا فرما۔ و[illegible] امری۔ اور پھر جو تو کام لے اسکے لئے سامان بھی مہیا فرما دے۔ واحلل عقدۃ من لسانی اور جو درمیان میں روکیں پیدا ہوں۔ انہیں بھی ہٹا دے یہی چیز ہے جسکا ذکر ومن شر غاسق اذا وقب میں کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یفقھوا قولی اے خدا میری باتوں میں اثر بھی ڈال دے تاکہ لوگ سُنیں اور قبول کریں۔ کیونکہ اگر سامان بھی مہیا ہو جائے۔ لیکن انسان کو کام نہ لینا آتا ہو۔ تب بھی دقت ہوتی ہے۔ اور اگر کام تو سامان سے لے۔ مگر دوسروں پر اثر نہ ہو۔ تب بھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ تو چار باتیں وہاں رکھی ہیں۔ اور چار ہی یہاں بیان کی ہیں۔ یہاں دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ انسان کو ہر وقت اللہ تعالےٰ سے یہ دعا مانگنی چاہیئے۔ کہ رب الفلق اس کی حفاظت کرتا رہے۔ اور خود اس کا والی اور ناصر ہو۔ راستہ میں روکیں پیدا نہ ہوں۔ اور بجائے عقدۃ اللسان کھلنے کے اللہ تعالےٰ ایسی تمام باتوں سے محفوظ رکھے۔ جو تعلقات محبت میں کمی کر دیں۔ اور پھر حاسدوں کی شرارتوں سے بھی خدا تعالےٰ بچائے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کو محفوظ رکھے۔ پس یہ چاروں باتیں جن سے اسلام نے تعوذ کی تلقین کی ہے زوائد نہیں۔ بلکہ دُعا کا ضروری حصہ ہیں۔ جن کے بغیر یہ دُعا مکمل نہیں ہوسکتی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قل اعوذ برب الناس۔ اس سے پہلی سورت میں قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق کہا گیا تھا۔ فلق میں انسان بھی شامل ہیں۔ کیونکہ وُہ بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور جب من شر ما خلق میں انسان شامل تھا۔ تو علیحدہ قل اعوذ برب الناس کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ

انسانی فطرت کے دو حصے

ہیں۔ ایک فطرت مادیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ایک روحانیت سے۔ دین کا بھی ایک حصہ وُہ ہے۔ جو مادی ہے۔ اور ایک روحانی۔ نماز مادی بھی ہے۔ اور روحانی بھی۔ حج ظاہری بھی ہے۔ اور باطنی بھی۔ اسی طرح ایک ظاہری زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور ایک قلبی۔ ظاہری حالات میں جانور بھی انسان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ مگر قلبی حالات اور باطنی کمالات میں انسان دُنیا کی تمام مخلوق سے جُدا ہے۔ یہی قلب کی روشنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان خدا تک جا پہونچتا ہے۔ اس روشنی میں جانور وغیرہ شامل نہیں۔ بلکہ اس سے محروم ہیں۔ مگر اس میدان میں بھی بہت سی مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ اور [illegible] روکاوٹیں آجاتی ہیں۔ جو خدا تعالےٰ تک پہونچنے میں سد راہ ہوتی ہیں۔ پس ضروری ہوتا ہے۔ کہ دعا کی جائے۔ تا اللہ تعالےٰ ان مشکلات کو بھی دور فرما دے۔ تو اعوذ برب الفلق میں مادی عالم مراد ہے۔ اور اعوذ برب الناس میں روحانی عالم مراد ہے۔ اس رُوحانی عالم میں چونکہ حیوان یا زمین و آسمان یا پتھر اور درخت وغیرہ شامل نہیں۔ گو کہ وُہ بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف انسان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ اس لئے

صرف ترجمہ

ہی کر دیتا ہوں۔

میں رب الناس کی پناہ میں آتا ہُوں۔ جو بادشاہ ہے لوگوں کا۔ معبود ہے لوگوں کا۔ من شر الوسواس الخناس۔ خناس کے وسوسوں سے جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے بھی۔ یا وُہ جن کے دلوں میں وسوسے پیدا کئے جاتے ہیں۔ وُہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں سے۔ جن ایمانیات کی بعض شاخوں میں شامل ہیں۔ جیسے ملائکہ۔ مگر ایسے جنات جن کا کام وساوس پیدا کرنا ہو۔ وہ انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔ اگرچہ وساوس پیدا کرنے والی بعض ارواح بھی ضرور ہیں۔ یعنی دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر وسوسہ ڈالنے والا نظر نہیں آتا۔ اسی کو خناس کہا جاتا ہے۔

اب میں

دعا

کرونگا۔ میں یہاں دیر سے آیا ہوں۔ اور اب دعا کے لئے وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ تاہم میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تمام احباب درس دینے والے اصحاب کے لئے دُعا کریں۔ خواہ انہیں ان کا درس پسند آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور خواہ انہوں نے وہ نکتہ بیان کیا ہو۔ یا نہ۔ جو اُن کے ذہنوں میں تھا۔ پھر سلسلہ کی ترقی کے لئے دعا کی جائے۔ اسلام کے غلبہ کے لئے دعا مانگی جائے۔ تمام احمدی بھائیوں کے لئے خواہ وُہ واقف ہوں۔ یا ناواقف اُن سب کے لئے دعا کی جائے۔ پھر دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ قرض کی ذلت سے۔ بیماری کی ذلت سے۔ مقدمات کی ذلت سے دشمنوں کے غلبہ سے۔ فسادوں اور جھگڑوں کے نقصانات سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھے۔ اللہ تعالےٰ اولاد کی خرابیوں کو دور کرے۔ اور والدین کے لئے انہیں قرۃ العین بنائے۔ اسی طرح اولاد کو ضد والدین کی خرابیوں سے بچائے۔ حکومت کے تعلقات کی خرابیوں کی اصلاح فرمائے۔ ہر اخلاقی۔ دینی۔ دنیوی اور علمی پہلو سے ہماری جماعت کی تقویت فرمائے۔ پھر اُن

مبلغوں کیلئے دُعا

کی جائے۔ جو گھروں سے دُور اور وطن سے باہر خدا کے دین کی اشاعت کے لئے مشکلات اٹھا رہے ہیں۔ آپ لوگوں کے دلوں میں خواہ ان کی قدر ہو یا نہ ہو۔ مگر خدا تعالےٰ کے حضور ان کی قدر ہے۔ نذیر احمد صاحب افریقہ میں ہیں۔ مطیع الرحمٰن صاحب امریکہ میں خانصاحب فرزند علی صاحب انگلستان میں ہیں۔ جنہوں نے بڑھاپے میں یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ اسی طرح صوفی عبدالقدیر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں۔ ماریشس میں حافظ جمال احمد صاحب ہیں۔ فلسطین میں مولوی جلال الدین صاحب ہیں۔ پھر سماٹرا کے مبلغ مولوی رحمت علی صاحب۔ اور مولوی محمد صادق صاحب ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے مبلغ ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔ پھر ان کے لئے دعا کریں۔ جو

خصوصیت سے تبلیغ میں حصّہ

لیتے ہیں۔ کیونکہ وُہ دوہرا حق رکھتے ہیں۔ ایک جماعت میں ہونے کے لحاظ سے۔ اور دوسرا خصوصیّت سے تبلیغ کی طرف توجہ کرنے کی وجہ سے۔ پھر

کارکنوں کے لئے

دعا کی جائے۔ خواہ اُن کے سپرد چندوں کی وصولی کا کام ہے۔ یا تعلیم و تربیت

کا کام یا اور کام سپرد ہیں۔ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالٰے ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور ان کے کاموں کے نتائج میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالٰے ہی ان کو اپنے فضل سے صلہ دے۔ کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو ہم انہیں صلہ میں دے سکیں۔ پھر

آئندہ نسلوں کے لئے

دعا کی جائے۔ تا اللہ تعالٰے انہیں دین کا خادم بنائے۔ ان کی صحت میں ان کے علم میں۔ ان کی عمر میں اور ان کی قابلیت میں بہت برکت ڈالے۔ انہیں محنت کی عادت ڈالے۔ شوق اور ولولے ان کے دلوں میں پیدا کرے۔ ان کے اخلاق کو بلند کرے۔ ان کے حوصلے بلند کرے۔ ہمارے حوصلے بھی اونچے ہوں۔ مگر ہماری آئندہ نسلوں کے ہم سے بھی بلند اور بالا ہونے چاہئیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے

سب سے پہلا مضمون

جب تشحیذ الاذہان میں لکھا۔ تو اس کی بڑی تعریف ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے پسند فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے خود کئی لوگوں کو دکھایا۔ مگر مجھے فرمانے لگے۔ میاں میں تمہارا مضمون لوگوں کو تو دکھاتا ہوں۔ مگر مجھے پسند نہیں۔ پھر فرمانے لگے کبھی تم نے سُنا ہے۔ لوگ کیا کہا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اونٹ چالی تے ٹوڈا بتالی۔ پھر فرمانے لگے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے تو پتہ نہیں۔ ٹوڈا کیا ہوتا ہے۔ فرمانے لگے۔ کسی نے اونٹ والے سے پوچھا تھا۔ اونٹ بیچتے ہو۔ اس کی کیا قیمت لوگے۔ اس نے کہا۔ کہ اونٹ کے تو میں چالیس روپے لونگا۔ مگر اونٹ کے بچے کے بیالیس۔ اس نے کہا۔ یہ کیوں بیچنے والا کہنے لگا۔ اس لئے کہ یہ اونٹ بھی ہے۔ اور اونٹ کا بچہ بھی ہے۔ پھر فرمانے لگے۔ ہم تمہارے باپ کے مضامین دیکھتے رہتے ہیں ابھی تک تمہارا یہ مضمون حضرت صاحب کے مقابل کا مضمون نہیں ہمیں تو تب خوشی ہو۔ کہ ان سے بھی اعلےٰ لکھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھکر تو کسی نے کیا لکھنا ہے۔ انہوں نے نصیحت کرنی تھی۔ سو کردی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ جب تک اس کے بچے پہلوں سے بھی زیادہ لائق اور قابل نہ ہوں۔ ان سب امور کے لئے اور ان کے علاوہ اور بھی جو جو ذہن میں آئیں۔ سب کے لئے دعائیں کی جائیں۔ مردوں کے لئے دعائیں کی جائیں عورتوں کے لئے دعائیں کی جائیں۔ بچوں کے لئے دعائیں کی جائیں بڑوں اور چھوٹوں کے لئے دعائیں کی جائیں۔ غرض سب کے لئے تضرع اور عاجزی سے دعائیں کرو۔ میں فہرست تو اور بھی بتا سکتا تھا۔ مگر وقت اتنا تھوڑا ہے۔ کہ پھر صرف فہرست ہی رہ جائیگی۔ دُعا نہیں ہوسکیگی۔ پس اب میں دُعا کرتا ہوں۔ دوست بھی میرے ساتھ دعا میں شامل ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ذریت میں نبی

اخبار "پیغام صلح" کا اقرار

ایڈیٹر صاحب پیغام نے لکھا ہے۔

"ایک فقرہ آپ نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ میری ذریت میں نبی ہونگے حضرت صاحب کی تحریرات میں تو ایسا کوئی حوالہ نہیں۔ یہ تو یار لوگوں کی گپ ہے" (۳۰ر نومبر ۳۰ء)

اس اقتباس میں ہمہ دانی کے مدعی مدیر پیغام نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ایسے حوالہ سے انکار کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد میں سے انبیاء کے آنے کا ذکر فرمایا ہو۔ یہ حوالہ پیغامی مناظرین کے سامنے بار ہا رکھا جاچکا ہے۔ احمدیہ لٹریچر میں بھی متعدد بار دوہرایا جاچکا ہے۔ مگر مدیر پیغام اس کا سرے سے ہی انکار کر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ انہوں نے یہ ذکر بامر مجبوری کیا ہے۔ "مرتا کیا نہ کرتا" ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا حوالہ ہے۔ اس کو "گپ" قرار دینا صریح جھوٹ ہے۔ لیجئے ہم خود ایڈیٹر "پیغام" کی شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"پیر صاحب کا زیادہ زور تو ان الفاظ پر ہے۔ جو حضرت صاحب نے لکھے ہیں" دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا کہ ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں۔ سو خدا تعالٰے نے چاہا ہے۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعے سے یہ دونو شق ظہور میں آجائیں" (پیغام صلح۔ ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء)

اب ایڈیٹر صاحب پیغام غور فرمائیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد میں "ارسال مرسلین و نبیین" کا دعوے "گپ" ہے۔ یا ان کی خیانت؟

ایڈیٹر صاحب "پیغام" نے ۱۹۱۴ء میں خلافت کے جھگڑا میں اس حوالہ کو پیش کر کے اس کو مستقبل کے لئے بتایا تھا۔ ان کے الفاظ یہ تھے۔ "خلفاء و ائمہ و اولیاء جو آپ کی اولاد میں سے ہونگے وہ وہی ہونگے۔ جو قرب الٰہی اور وحی سے مخصوص ہونگے" (حوالہ مذکور)

گویا یہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ کہ یہ وعدہ آئندہ کے متعلق ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذریت کے متعلق ہے۔ اس حوالہ میں جہاں خلفاء و اولیاء کے الفاظ ہیں۔ وہاں ہی مرسلین اور نبیین کے بھی ہیں۔ اب کوئی عقلمند انسان غور کرے۔ کہ اسی اخبار کا موجودہ ایڈیٹر کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد میں سے نبیوں کے آنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ یہ محض گپ ہے۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی است

ڈر یار فتی صاحب کے لئے اب ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح انہوں نے مظفر بیگ ساطع کے سو فیصدی جھوٹ پر معذرت کی تھی۔ کہ "مرزا مظفر بیگ صاحب ایک نو آموز چھوٹے ایڈیٹر تھے۔ ان سے کسی غلطی کا سرزد ہو جانا بہت ممکن بلکہ عین اقتضاء عمر تھا" (پیغام ۲۰ر جنوری ۱۹۳۱ء) اسی طرح اپریل ۱۹۱۴ء کے بنیادی پرچہ جات پیغام کے ایڈیٹر کو بھی غلطی خوردہ نو آموز چھوٹا ایڈیٹر لکھدیں۔ اور پھر جو چاہیں۔ لکھتے جائیں۔ کیونکہ وہاں تو اصول ہی یہی ہے۔ ع

ھر کہ آمد عمارت نو ساخت

کیا سمجھدار اہل پیغام اس حوالہ پر غور فرمائیں گے؟

(خاکسار ابو العطاء جالندھری)

تبلیغی اشتہار نمبر ۲

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز نے تبلیغی اشتہارات ماہوار شایع کرنے کا اعلان فرمایا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں دو اشتہار بنام ندائے ایمان نمبر ۱-۲ شایع ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے۔ کہ نمبر ۱ کی اشاعت اتنی نہیں ہوئی۔ جن جماعتوں یا افراد نے ابھی تک اس کے لئے آرڈر نہیں بھیجا۔ وہ بہت جلدی منگوالیں۔ نیز نمبر ۳ کے واسطے پیشگی آرڈرز بھیجدینے چاہئیں۔ تاکہ شایع ہوتے ہی فوراً بھیجدیئے جائیں۔ بہتر ہو۔ کہ ہر جماعت کسی قدر رقم ہمارے پاس پیشگی جمع کرا دے۔ اور ہمیں اطلاع دیدے۔ کہ کس قدر تعداد میں اشتہار انہیں بھیجدیئے جایا کریں پیشگی رقم بھیجنے سے وی۔ پی کے اخراجات کی بچت ہو جاتی ہے۔

(خاکسار اسسٹنٹ سیکرٹری ترقی اسلام)

حج بدل

ایک صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرانے صحابی ہیں حج بدل کے طور پر حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنے یا اپنے کسی عزیز کی طرف سے حج بدل کرانا چاہیں۔ تو بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ تا اس بارے میں اس صحابی کے ساتھ باہمی خط و کتابت کرا دی جائے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عملی ثبوت

جن احباب اکرام نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شرائط بیعت میں سے اس شرط "کا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" عملی ثبوت ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں دیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ اور دعا کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰے اپنے فضل سے ان سب احباب کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور جماعت کے دوسرے احباب کو بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز فرمائے۔

۱ عبدالرحمٰن صاحب ولد محمد حسن صاحب اخون بنی اسرائیل کشمیری ساکن ناسنور علاقہ کشمیر
۲ فاطمہ بنت محمد حسن صاحب اخون بنی اسرائیل کشمیری ساکن ناسنور علاقہ کشمیر
۳ مسماۃ جنّت بی بی صاحبہ زوجہ میاں عصمت اللہ صاحب گجرات
۴ حسن محمد صاحب ولد چودہری قادر بخش صاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵ منشی محمد نواب خان صاحب لودہران ضلع ملتان
۶ مسماۃ جنت بھری صاحبہ زوجہ منشی محمد نواب خان صاحب لودہران ضلع ملتان
۷ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب امرتسر
۸ حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ میاں غلام احمد صاحب قادیان
۹ بابو قاسم الدین صاحب کلرک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ
۱۰ عبدالغنی صاحب نائب مدرس آہنہ ضلع شیخوپورہ
۱۱ سید ناظر حسین صاحب ساکن کالووالی سیداں ضلع سیالکوٹ
۱۲ چودہری عبداللہ خان صاحب ولد نواب خان صاحب جٹ ساکن مالو کے بھگت
۱۳ محمد عظیم صاحب ولد چودہری محمد حسین صاحب جٹ باجوہ ضلع سیالکوٹ
۱۴ عزیز احمد ولد چودہری محمد حسین صاحب جٹ باجوہ ضلع سیالکوٹ
۱۵ ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب ساکن ہمزہ غوث ضلع سیالکوٹ
۱۶ مبارکہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب ساکن ہمزہ غوث ضلع سیالکوٹ
۱۷ غلام فاطمہ صاحبہ بیوہ امام الدین صاحب ساکن ملاڈہ سیبہ ضلع کانگڑہ
۱۸ گل بانو بیگم صاحبہ بنت اکبر علی صاحب حیدرآباد دکن
۱۹ قدم خان صاحب ولد سلیم خان صاحب افغان ساکن موضع وغہ نفیل علاقہ خوست حال بنوں
۲۰ عبدالغنی ولد میاں فضل دین صاحب گوجرانوالہ
۲۱ محمد الدین خان صاحب ولد فضل الدین خان موہڑہ گجر ضلع راولپنڈی
۲۲ فضل الدین صاحب ولد اللہ دتہ گوجرانوالہ
۲۳ محمد ابراہیم خان صاحب ولد خلیفہ اصغر علی خان صاحب بستی دانشمنداں ضلع جالندھر
۲۴ غلام رسول صاحب ولد نور محمد صاحب ساکن تلمبہ ضلع ملتان
۲۵ محمد علی صاحب ولد چودہری حیات محمد صاحب ڈالہ فرید کا ضلع سیالکوٹ
۲۶ اللہ دتا صاحب ولد احمد حسین صاحب لالہ موسیٰ ضلع گجرات
۲۷ عبدالوحید خان صاحب ولد رجب خان صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۲۸ عنایت صاحبہ زوجہ عطا محمد صاحب ہیڈ کنسٹیبل پولیس چک ۹۵/۶.R ضلع منٹگمری
۲۹ ثریا بیگم صاحبہ زوجہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم قادیان
۳۰ منشی محمد علی خان صاحب ولد عمر بخش خان صاحب سڑوعہ ضلع ہوشیارپور
۳۱ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان
۳۲ برکت بی بی صاحبہ زوجہ جان محمد صاحب قادیان
۳۳ عائشہ بی بی صاحبہ بیوہ احمد خان افغان ساکن نادون ضلع کانگڑہ
۳۴ منشی دیانت خان صاحب کلرک بیت المال قادیان
۳۵ شیخ نور محمد صاحب ولد عبداللہ صاحب ساکن سنام ریاست پٹیالہ
۳۶ نور احمد صاحب نمبردار ولد قائم دین صاحب ساکن رام پور
۳۷ شیخ کرم الدین صاحب نئی دہلی
۳۸ شیخ عبدالرشید صاحب ڈیرہ دون
۳۹ محمد رمضان صاحب ولد حاجی محمد صدیق صاحب نئی دہلی
۴۰ محمد عظیم صاحب کرنال
۴۱ شمیم حسین صاحب ولد حکیم فیض الحسن صاحب کیرانہ ضلع مظفر نگر
۴۲ معز الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب کھرکھ جاٹاں ضلع رہتک
۴۳ عبدالقادر صاحب ولد کمین صاحب سیجووال ضلع ہوشیارپور
۴۴ چودہری غلام مرتضےٰ صاحب ولد نواب خان صاحب راجپوت ساکن ماہلپور ضلع ہوشیارپور
۴۵ مظہر حسین صاحب ولد حسین بخش صاحب ککے زئی ساکن دہرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور
۴۶ مسماۃ احمد بی بی زوجہ احمد جی صاحب گوجر ساکن دانہ ضلع ہزارہ
۴۷ احمد جی صاحب ولد موسٰی صاحب دانہ ضلع ہزارہ
۴۸ محمد محمود خان صاحب ولد رجب علی خان صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۴۹ نذیر احمد صاحب ولد محمد الدین صاحب مخلی ساکن امرتسر
۵۰ شیخ محمود الحسن صاحب دہلی
۵۱ حسین بی بی صاحبہ زوجہ برکت علی صاحب راجپوت ساکن بڑی رحمان شاہ ضلع گوجرانوالہ
۵۲ فضیلت النساء بی بی زوجہ اختر الدین احمد کوسنی ضلع اٹک
۵۳ سید عبدالرحیم صاحب بھنگہ ضلع ہزارہ
۵۴ میاں فضل الدین صاحب ایگزیمینر ہائی کورٹ لاہور
۵۵ حسین احمد صاحب ولد چوہدری سوہبے خاں راجپوت
۵۶ نواب الدین صاحب ولد چوہدری محمد بخش صاحب داؤ والہ ننگل ضلع سیالکوٹ
۵۷ احمد الدین صاحب گکرالی ضلع گجرات
۵۸ عبدالرحمان خان صاحب ولد صوفی غلام محمد صاحب ضلع امرتسر
۵۹ صدر الدین صاحب گکرالی ضلع گجرات
۶۰ محمد حسین ولد فتح محمد صاحب قوم شیخ سامانہ ریاست پٹیالہ
۶۱ منشی عمر خطاب صاحب ولد ملک فتح خانصاحب خوشاب
۶۲ عبدالجلیل خاں صاحب پوسٹل کلرک مزنگ لاہور

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کیلئے انسپکٹر وصایا

مکرمی چودہری فضل احمد صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو مجلس کارپرداز نے تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے لئے آنریری انسپکٹر وصایا مقرر کیا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اس علاقہ کے تمام احباب اور جماعتیں ان سے فائدہ اٹھائیں گی۔

انسپکٹر صاحب وصایا کے حسب ذیل فرائض ہوں گے۔

۱۔ اپنے حلقہ کی تمام انجمنوں میں سکرٹریاں وصایا مقرر کرنا۔ اور ان کے کام کی نگرانی۔

۲۔ حصہ وصیت خواہ حصہ آمد کی صورت ہو۔ خواہ حصہ جائداد کی صورت میں اس کے وصول کرنے اور کرانے میں سعی کرنا۔

۳۔ فوت شدہ موصیوں کی اطلاع دینا۔ اور ان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرانے یا کتبہ لگوانے کا مناسب انتظام کرنا

۴۔ تحریک وصیت جو دراصل خدا تعالٰی کی طرف سے ہے۔ اور اس زمانہ میں اشاعت اسلام کی غرض سے جاری کی گئی ہے۔ اسکی ترقی کیلئے کوشش کرنا

۵۔ اپنے حلقہ کے تمام موصیوں کے متعلق خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے ان کے تقویٰ وطہارت کے متعلق نیز ان خدمات کے متعلق۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے کر رہے ہوں رپورٹ دینا۔

جناب چودہری فضل احمد صاحب موصوف نے جس اخلاص کیسا تھ ان خدمات کو سرانجام دینکا عہد کیا ہے۔ اللہ تعالٰے سے دعا ہے۔ کہ انکو اسی اخلاص کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کی کوششوں میں برکت دے۔ مجھے دوسرے اضلاع میں بھی اس قسم کے آنریری کام کرنے والے بالخصوص پنشنر اصحاب کی ضرورت ہے۔ مبارک ہیں وہ جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کرنے کا موقعہ ملے۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے خاندان میں

تو موتی سُرمہ ہی مقبول ہے

اس لئے آپ کو بھی یہی سُرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے حضرت حکیم الامۃ نورالدین کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :-

"پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککرے کی تکلیف تھی اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے"۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپکا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے لہذا آپکو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

ایک اسّی (۸۰) سالہ بزرگ پر اکسیر البدن کا حیرت انگیز اثر

جناب شیخ صالح محمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ :-

"میرے دادا صاحب جناب شیخ نورالدین گورنمنٹ پنشنر جن کی عمر ۸۵ سے متجاوز ہے۔ کچھ عرصہ سے درد اعضاء اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ ان کی خواہش پر انہیں آپ کی مشہور مقوی دوا اکسیر البدن کا استعمال کرایا گیا۔ آپ یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ آپ کی دوا سے انہیں بے حد فائدہ پہنچا۔ اب وہ مزید دوا کے خواہشمند ہیں۔ لہذا انہیں ایک شیشی اور بھیج کر مشکور فرماویں"۔

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے جو جملہ دماغی و جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔

اگر آپ کو اپنی قیمتی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ اگر آپ ان سردیوں میں اس جملہ مقویات کے سرتاج یعنی اکسیر البدن کا استعمال کرینگے تو یقیناً آپ اپنی صحت کا بیمہ کرالیں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک علاوہ ::

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض اسہال ریاح کیلئے اکسیر ہے۔ بھوک کھولنے والی اور گھی بکثرت ہضم کرنے کے لئے مسلمہ ہے۔ اڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ محصولڈاک علاوہ ::

ملنے کا پتہ :- **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

ڈاکٹری اور طبّی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین و امریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطباء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن معدہ کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کیلئے اس مرض سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کیلئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ گندہ ہونا۔ جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو۔ گوشت خورہ ان سب امراض کیلئے منجن محافظ دندان بیحد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ ::

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرماویں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ¼ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔ :-

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیس اول درجہ فی عدد ۴ /
" " " " " " دوم " عـ۸ /
" " رنگین سرخ و سبز درجہ اول " عـ۱۲ /
" " بنٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی " ۸ /
" " " " دوم " " یک طرفہ " ۱۲ /
" " " " سوم " " " " ۴ /
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵ " ۱۲ /
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ رگدار عمدہ قسم " [illegible]
" " " دوم " درجہ " ۴ /
" لیدر بونڈ " اول " عمدہ قسم " [illegible]
" " " " دوم " [illegible]
" بال سفید چمڑہ اول " ریکارڈ کراؤن " [illegible]
" " " دوم سولجر " [illegible]
" " " سوم " پایولر " [illegible]

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

مفت

آج ہی صرف دو پیسے کا کارڈ لکھ کر منگوالیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ بغیر شادی شدہ احباب کے کوئی صاحب منگوانے کی تکلیف نہ فرمائیں

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

(لیور مشین ۱۵ جوئل) **گھڑیاں تجربہ شدہ** (پائدار گارنٹی شدہ)

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے اپنی گھڑیوں کی تعریف سنی۔ مزید تسلی کیلئے ۱۹۳۰ء کے خریداروں کے نام و تفصیل و ہدایات ہم سے مفت طلب کریں۔ اور دیکھیں کہ ہم نے عام شبہات کو کس طرح مٹایا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیں ::

نمبر ۱ رسٹ واچ ۱۵ لائن چھوٹی کلائی کی نکل کیس لعہ رولڈ گولڈ للعہ
نمبر ۲ ۱۳ لائن درمیانہ کلائی کی نکل لعہ چاندی للعہ
نمبر ۳ ۱۱ لائن پتلی کلائی کی " " " " " " " "
نمبر ۴ جیبی ۱۶ لائن دس جوئل کی لعہ ۱۵ جوئل کی لعہ چاندی للعہ
نمبر ۵ ٹائم پیس الارم عمدہ قسم قیمت درجہ [illegible]

المشتہر :- حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور (یو۔ پی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۱۷ فروری۔ ملکہ باغ دہلی میں گاندھی جی کی تقریر ہوئی۔ حاضرین کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ لاؤڈ سپیکرز لگائے گئے تھے۔ تقریر میں گاندھی جی نے وائسرائے سے ان کی جو گفتگو ہوئی ہے اس کے بتانے سے انکار کر دیا۔ اور صرف یہ کہا۔ گفتگو نہایت دوستانہ اور خوشگوار طریقہ سے ہوئی۔ نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے کانگریس کی تحریک میں عورتوں اور بچوں کے حصہ لینے کی بہت تعریف کی۔ اپنے پیروؤں کے بعض مقامات پر تشدد سے کام لینے پر اظہار غم و غصہ کیا۔ اور عدم تشدد کا اقرار کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو جھوٹے اور بے ایمان قرار دیا۔ باوجود اس کے تشدد کے واقعات کی تحقیقات کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر میں اپیل کی۔ کہ ہر قسم کے تشدد سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

—— ریاست کوچین کی مجلس وضع آئین نے مندروں میں دیوداسیوں کا رواج ممنوع قرار دیدیا ہے۔ یہ ہندو دھرم کے عالمگیر ہونے کا ایک اور ثبوت ہے۔

—— بریلی سے ۲۰ فروری کی خبر ہے۔ کہ روہیلکھنڈ کمایوں ریلوے کا ایک کلرک تنخواہ تقسیم کرنے کے لئے بذریعہ لاری سٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے بندوقوں سے خوفزدہ کر کے تین ہزار کی رقم لوٹ لی۔ اغلباً یہ ڈاکہ بھی سیاسی نوعیت کا ہی ہوگا۔

—— ۱۹ فروری کو ہوڑہ میں لارنس جیوٹ ملز کے ۵ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔

—— پونہ کی خبر ہے۔ کہ مہاراجہ کولہاپور۔ مہاراجہ گوالیار۔ مسٹر جیکر اور کئی ایک دوسرے مقتدر ہندو لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی اس غرض سے قائم کی گئی ہے۔ کہ سیواجی کی یادگار کے طور پر پونہ میں ایک فوجی کالج قائم کیا جائے۔ ہندوؤں کی یہ سرگرمیاں [illegible] کے لئے سبق آموز ہیں۔ ہندو اپنا راج قائم کرنے کے لئے پورے سامان کر رہے ہیں۔ لیکن [illegible]

—— شاہ البانیہ ان دنوں وائنا میں علاج کے لئے مقیم ہیں ۲۰ فروری کو دو اشخاص نے ان پر ریوالور سے فائر کئے۔ عملہ کا ایک آدمی مر گیا۔ مگر آپ بچ گئے۔ حملہ آور گرفتار کر لئے گئے۔

—— ۲۷ فروری کو بمبئی میں وار کونسل نے جھنڈا لہرانے کا اہتمام کیا۔ لیکن پولیس نے چار سو والنٹیروں کو گرفتار کر لیا۔ حیرت ہے۔ حکومت سے تشدد بند کرنے کا مطالبہ کرنے والے عین صلح کی گفت و شنید کے موقعہ پر بھی قانون شکنی سے باز نہیں رہ سکتے۔

—— پشاور سے ۲۲ فروری کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اتمان زئی میں سُرخ پوش خدائی خدمتگار پکٹنگ کرنے کی غرض سے بصورت جلوس تحصیل چارسدہ کو روانہ ہوئے۔ پولیس نے مزاحمت کی۔ اور گولی چلائی۔ دو ہلاک اور چھ مجروح ہوئے۔ ابھی معلوم نہیں کتنے بے گناہوں کا خون اس تحریک کے بانیوں کی گردن پر ہوگا۔

—— ۱۷ فروری کو شاہجہانپور کی ایک دھرم سالہ میں بم پھٹا۔ ایک آدمی زخمی ہوا جسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ دو کالجیٹ بھی گرفتار ہوئے۔ کچھ بم اور پستول بھی برآمد ہوئے۔ جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس کے موقعہ پر استعمال کئے جانے والے تھے۔ مذہبی معابد سے میگزین کا کام لینا ایسی جدت ہے۔ جس کے لئے ہندو قابل مبارکباد ہیں۔

—— رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۱۹ تاریخ کو چار صد دیہاتیوں نے چالیس سپاہیوں پر مشتمل ایک فوجی پارٹی پر حملہ کر دیا۔ فوجیوں نے فائر کئے۔ جس سے ۲۵ دیہاتی ہلاک ہو گئے۔

—— نیویارک کی ایک خبر ہے۔ کہ ریاست پیرو میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ باغیوں نے صدر کے محل پر حملہ کر دیا۔ جس کی مدافعت کرتے ہوئے چالیس فوجی مارے گئے۔ بیس باغی بھی ہلاک ہوئے۔ ارجنٹائن اور پیراگوئی میں بھی ہلچل مچی ہوئی ہے۔ اور باغیوں نے ایک شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ دُنیا اس وقت ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔

—— علاقہ مارواڑ میں خوفناک قحط بپا ہو گیا ہے۔ ہزاروں مرد عورتیں گھر بار چھوڑ رہے ہیں۔ ہندوستان کے سوا شاید ہی کوئی ایسا بدقسمت ملک ہوگا جس میں غلہ کی اس قدر کثرت اور ارزانی کے باوجود قحط کا دور دورہ ہو۔

—— سیرالیون مغربی افریقہ کی ایک خبر ہے۔ کہ ایک متعصب مُلانے وہاں کے دیسی باشندوں کو داخل اسلام کر کے حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ یہ فتنہ اس کی اپنے ساتھیوں سمیت موت کے ساتھ ختم ہو گیا۔

—— اسمبلی میں ریلوے بجٹ پر بحث کے موقعہ پر ایک ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ادنیٰ ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف زیادہ فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بڑے بڑے افسروں کی تنخواہیں کم کی جائیں۔ اس پر عمل ہو یا نہ ہو۔ بہرحال تجویز معقول ہے۔

—— انبالہ ڈویژن کی طرف سے اسمبلی کی نشست اس وقت خالی ہے۔ ہندو بھائی پرمانند جی کو منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اسے منظور کر لیا ہے۔ بھائی جی کے اسمبلی میں جانے پر اسمبلی کو مہاسبھا کی ذہنیت کے نظارے دیکھنے کا موقعہ مل جائیگا۔

—— لالہ سائیں داس صاحب پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور خرابی صحت کی بناء پر مستعفی ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ بخشی رام رتن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مقرر ہوئے ہیں۔ لالہ سائیں داس صاحب نے نہایت قلیل مشاہرہ پر ایک لمبے عرصہ تک کالج نہایت کامیابی سے چلایا۔

—— ۲۲ فروری کو دہلی میں مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ہوا۔ گاندھی جی بھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ اور مسز نیڈو وغیرہ کے ساتھ شریک جلسہ ہوئے۔ اور تقریر بھی کی۔ جس میں کہا۔ اگر حکومت اور کانگریس میں سمجھوتہ ہو گیا۔ تو ہندو مسلم اتحاد میری توجہ کا سب سے پہلا مرکز ہوگا۔ اور ہندو مسلم مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنی تمام قوتیں صرف کر دونگا۔ میرا ایمان ہے۔ کہ ہندو مسلم تصفیہ کے بغیر کوئی آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مسز نیڈو اور پنڈت نہرو نے بھی مختصراً تقریریں کیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ دہلی ڈویژن کے ریلوے کمرشل افسر صاحب نے تخفیف کے سلسلہ میں ایک سو دس بہشتی موقوف کر دینے کی اس بناء پر تجویز کی ہے۔ کہ مسلمان مسافر ہندو پانی پلانے والوں سے پانی پی سکتے ہیں۔ کیا اس سے مسلمانوں کو چھوت چھات کی اہمیت کا کچھ احساس ہوگا؟

—— ۱۸ فروری کو ڈاکٹر انصاری کے مکان پر نام نہاد جمعیۃ العلماء کے صدر اور ناظم صاحب کو گاندھی جی نے شرف باریابی بخشا۔ اور بعض مسائل پر گفتگو کی۔

—— لندن کی خبر ہے۔ کہ وہاں فوجی بارکوں میں لال بخار پھیل گیا ہے۔ جس کے انسداد کے لئے زبردست تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

—— دو دن ہوئے۔ لاہور میں ایک اشتہار "خون کا بدلہ خون" بھگت سنگھ وغیرہ کی پھانسی کے سلسلہ میں شایع ہوا تھا۔ ۲۲ فروری کو پولیس نے "بندے ماترم پریس" کی تلاشی لی۔ اور ایک پتھر جس پر یہ کاپی جمی ہوئی تھی قبضہ میں کر لیا۔

(بقیہ صفحہ ۸ کالم ۳ سے آگے) اور جن سے نہایت ناروا سلوک کیا جا رہا ہے ان سب میں تبلیغ کرو۔ اور ادع الٰی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کے ماتحت موقعہ اور محل کے مطابق کرو۔ جہاں دلائل مؤثر ثابت ہو سکتے ہوں۔ وہاں دلائل۔ اور جہاں عام ہمدردانہ رویہ کا زیادہ اثر ہو۔ وہاں ایسا ہی رویہ اختیار کرو۔ اور آخری بات یہ ہے۔ کہ انتظام قائم رکھو۔ جہاں آپ کو بھیجا جائے۔ وہاں جاؤ۔ جو دن اور اوقات مقرر کئے جائیں۔ ان کی پابندی کرو۔ اور جس ڈھنگ میں تبلیغ کرنے کے لئے کہا جائے۔ اسی ڈھنگ سے تبلیغ کرو۔ پھر یہ کہ اپنے کام کی دفتر میں رپورٹ بھی دو۔ اور سب سے ضروری بات یہ کہ ان تمام باتوں پر استقلال دکھاؤ۔ عبدالرحیم صاحب ورق ساز ایک معمولی احمدی ہیں۔ جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں۔ لیکن انہوں نے اکیلے قریباً سارے ٹھیکری والے کو احمدی بنا لیا۔ انہیں ابتداً وہاں کے لوگ مارتے اور برا بھلا کہتے۔ لیکن انہوں نے استقلال نہ چھوڑا۔ اور برابر اس گاؤں میں تبلیغ کے لئے جاتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سات سال کے عرصہ میں یہ انقلاب پیدا ہوا۔ کہ آج وہ سارا گاؤں احمدیوں کا ہے۔ جہاں پہلے ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ اگر اسی طرح تبلیغ میں تمام دوست استقلال دکھائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد مقامی اصحاب میں سے بہت سے دوستوں نے اپنے نام ضلع گورداسپور میں تبلیغ کے لئے لکھائے۔ اور یہ تعداد دو سو کے قریب پہونچ گئی۔

رعبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔